ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

26 مارچ 2003ء۔۲۲محرم الحرام ۱۴۲۴ھ

جلد 12 شمارہ 10

www.tanzeem.org

- تقدیر مبرم! (اداریہ)
- الٹرا امپیریلزم سے امپیریلزم کی طرف واپسی! (تجزیہ)
- موجودہ جنگ دنیا پر قبضے کے لئے ہے! (مہاتیر محمد کا چشم کشا خطاب)

پاکستان کا المیہ!

پاکستان ایک نظریاتی ریاست کی حیثیت سے عالم وجود میں آیا تھا لیکن افسوس کہ اس میں بسنے والوں نے اس کے وجود میں آنے کے فوراً بعد اس نظریئے ہی کو فراموش کر دیا۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے کہ کسی درخت کی جڑ سوکھ جائے اور اسے پانی نہ دیا جائے! اس کے نتیجے میں وہ لازماً مرجھا جائے گا! اس کے پتے جھڑ جائیں گے' شاخیں سوکھ جائیں گی اور کچھ عرصے بعد اس میں سے ایک سوکھے تنے کے سوا اور کچھ باقی نہ رہے گا! چنانچہ بعینہٖ یہی صورت حال پاکستان کو درپیش ہے۔

اس سے بھی آگے بڑھ کر واقعہ یہ ہے کہ پاکستان کا حصول برصغیر کی ملتِ اسلامیہ کے قافلۂ ملی کی اصلی اور آخری منزل نہیں بلکہ صرف پہلا ''پڑاؤ'' تھا! اور اس امر کی شدید ضرورت تھی کہ اس کے قافلہ سالار اپنے شرکاءِ سفر کو پوری شدت سے یاد دلاتے رہتے کہ ع ''چلے چلو کہ وہ منزل ابھی نہیں آئی!'' لیکن افسوس کہ اس بدنصیب قافلے کے رہنماؤں کی اکثریت نے خود ہی پہلے پڑاؤ پر پہنچ کر اصل منزل کو فراموش کر دیا۔ چنانچہ جب خود رہنما ہی اس پڑاؤ کو اصل منزل قرار دے کر محوِ استراحت ہو گئے تو عوام کا تو کہنا ہی کیا؟

اس اصل اور اساسی سبب کے نتیجے میں جب ذہنی و فکری انتشار' اخلاقی و عملی اختلال اور سیاسی و انتظامی بحران پیدا ہوا تو اولاً کچھ ہوشیار اور چالاک سرکاری ملازمین (Civil Servants) نے زمامِ حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور جب اس کے نتیجے میں ع ''مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی'' کے مصداق انتشار و اختلال مزید بڑھ گیا تو آخر کار ملک کے منظم ترین ادارے یعنی فوج نے عوام کو سیاسی اعتبار سے نابالغ اور سیاسی جماعتوں اور رہنماؤں کو بدقماش اور آوارہ قرار دے کر ملک و ملت کی سرپرستی (Guardianship) کا بوجھ اپنے کاندھوں پر اٹھا لیا۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس سے بھی صورتحال میں کوئی بہتری تو نہ پیدا ہو سکتی تھی نہ ہوئی!! لیکن اس کی کوکھ سے مزید پیچیدگیوں اور خرابیوں نے جنم لے لیا۔ جن میں سے سب سے بڑی اور خوفناک پیچیدگی یہ ہے کہ چونکہ پاکستان کی مسلح افواج کی ایک عظیم اکثریت ایک خاص علاقے سے تعلق رکھتی ہے لہٰذا دوسرے علاقے کے لوگوں میں یہ احساس کچھ از خود ابھرا اور کچھ ملک و ملت کے دشمنوں نے ابھارا کہ ایک علاقہ کے لوگ پورے پاکستان پر حکومت کر رہے ہیں! چنانچہ اولاً یہ احساس پوری شدت کے ساتھ مشرقی پاکستان میں پیدا ہوا اور اس کے نتیجے میں ملک دولخت ہو گیا! بعدازاں یہی احساس ہے جس کی کوکھ سے اس بچے کھچے پاکستان میں سندھی' بلوچی' پختون فرنٹ' نے جنم لیا ہے اور اگر خدانخواستہ ان ثانوی اثرات و نتائج سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کے ساتھ ساتھ جلد از جلد پاکستان میں ایک زوردار تحریک ایسی نہ ابھری جو ع ''سوئے قطار می کشم ناقۂ بے زمام را!'' کے انداز میں اس بھولے اور بھٹکے ہوئے قافلے کو اپنی اصل منزل دوبارہ یاد دلا دے اور ع ''ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا'' کی شان کے ساتھ ایک ''ولولۂ تازہ'' اور ''عزمِ نو'' کے ساتھ دوبارہ سرگرم سفر کر دے تو اندیشہ ہے کہ کہیں بدخواہوں کی پیشین گوئیاں صحیح ثابت نہ ہو جائیں اور دشمنوں کے گھروں میں واقعتاً گھی کے چراغ نہ جلنے لگیں!

(محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی کتاب ''استحکامِ پاکستان'' سے ایک اقتباس)

سورۃ البقرہ (۹۳)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمن الرّحیم

﴿وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ ○ اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَۃَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِکُمْ ؕ ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ ؕ عَلِمَ اللّٰہُ اَنَّکُمْ کُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَکُمْ فَتَابَ عَلَیْکُمْ وَعَفَا عَنْکُمْ ۚ فَالْئٰنَ بَاشِرُوْھُنَّ وَابْتَغُوْا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَکُمْ ۠ وَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۠ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوْھُنَّ وَاَنْتُمْ عٰکِفُوْنَ فِی الْمَسٰجِدِ ؕ تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ فَلَا تَقْرَبُوْھَا ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ اٰیٰتِہٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّھُمْ یَتَّقُوْنَ ○﴾ (آیت:۱۸۶تا۱۸۷)

''اور جب پوچھیں آپ سے (اے میرے حبیبؐ) میرے بندے میرے متعلق تو (انہیں بتاؤ) میں (ان کے) بالکل نزدیک ہوں اور میں دُعا قبول کرتا ہوں دعا کرنے والے کی جب وہ دعا مانگتا ہے مجھ سے' پس انہیں چاہئے کہ میرے حکم مانیں اور ایمان لائیں مجھ پر تاکہ وہ ہدایت پا جائیں۔ حلال کر دیا گیا ہے تمہارے لئے رمضان کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا وہ تمہارے لئے پردۂ زینت و آرام ہیں اور تم ان کے لئے پردۂ زینت و آرام ہو۔ جانتا ہے اللہ کہ تم خیانت کیا کرتے تھے اپنے آپ سے پس اس نے نظر کرم فرمائی تم پر اور معاف کر دیا تمہیں سو اب تم ان سے ملو ملاؤ اور طلب کرو جو (قسمت میں) لکھ دیا ہے اللہ نے تمہارے لئے۔ اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ ظاہر ہو جائے تمہارے لئے سفید ڈورا سیاہ ڈورے سے صبح کے وقت پھر پورا کرو روزہ کو رات تک اور نہ مباشرت کرو ان سے جب کہ تم اعتکاف بیٹھے ہو مسجدوں میں۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں ان (کو توڑنے) کے قریب بھی نہ جانا۔ اسی طرح بیان فرماتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی آیتیں لوگوں کے لئے تاکہ وہ تقویٰ اختیار کر لیں''۔

یہاں صیام و قیام کا منطقی نتیجہ بتایا جا رہا ہے کہ اس سے انسانی روح میں از سر نو قوت پیدا ہو جائے گی۔ ایک حیات تازہ اور حرارت پیدا ہو گی اور اس طرح وہ اپنے رب کی طرف متوجہ ہو سکے گی کیونکہ ہر شے اپنے اصل کی طرف لوٹتی ہے۔ اس لئے فرمایا' اے نبیؐ! جب میرے بندے آپؐ سے میرے بارے میں پوچھیں تو ان سے کہہ دیجئے کہ میں قریب ہی ہوں۔ کہیں دور نہیں ہوں۔ مجھے پکارنے کے لئے جنگلوں اور پہاڑوں کی غاروں میں جانے کی ضرورت نہیں۔ رہبانیت کی مشقتیں جھیلنے کی حاجت نہیں بلکہ جہاں چاہو اور جب چاہو مجھ سے رابطہ کر سکتے ہو۔ مجھ سے دعا کر سکتے ہو مجھے پکار سکتے ہو۔ وضو کے بغیر قرآن کو ہاتھ نہیں لگا سکتے مگر دعا تو کر سکتے ہو۔ میں تو ہر پکارنے والے کی پکار سنتا ہوں جب بھی وہ مجھے پکارے۔ ہاں ایک شرط ہے وہ یہ کہ بندہ بھی میرا حکم سنے اور میرے فرمان کی پیروی کرے۔ یہ یک طرفہ عمل نہیں ہے' دو طرفہ عمل ہے۔ تم مجھے یاد رکھو میں تمہیں یاد رکھوں گا۔ اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ اللہ کی مدد کیا ہے؟ یہی کہ اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے تن من دھن لگاؤ۔ اسی طرح اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تمہاری دعائیں قبول کرے تو تم اللہ کی باتیں سنو اور ان پر عمل کرو۔ پس انہیں بھی چاہئے کہ میری باتیں' قبول کریں اور احکام پر عمل کریں۔ مجھ پر ایمان پختہ رکھیں تاکہ وہ رشد سے ہمکنار ہو جائیں۔

اس کے بعد ماہ رمضان کے روزوں کے بارے میں کچھ احکام ہیں کہ روزہ صرف دن کا ہے رات کا نہیں۔ رات میں کھانا پینا جاری رکھ سکتے ہو۔ اسی طریقے سے تعلق زن و شو بھی ہو سکتا ہے۔ پابندی صرف دن کے کھانے پینے کی اور جنسی خواہش کی ہے چاہے جائز راستے ہی سے ہو۔ روزے کی راتوں میں اپنی بیویوں کے ساتھ ہم بستری کر سکتے ہو۔ تمہاری بیویاں تمہارے لئے بمنزلہ لباس ہیں اور تم ان کے لئے بمنزلہ لباس ہو جیسے لباس اور جسم کے درمیان کوئی حد اور آڑ نہیں ایسے ہی شوہر اور بیوی کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔ صحابہ کرام ؓ سمجھ رہے تھے کہ ان کا معاملہ بھی یہودیوں کی طرح کا ہے کہ روزے کے ایام میں وہاں رات کو بھی تعلق زن و شو پر پابندی تھی۔ اگرچہ اس طرح کا کوئی حکم یہاں ابھی نہیں آیا تھا مگر صحابہ کرام ؓ کو یہ خیال آ رہا تھا کہ شاید اس طرح وہ کوئی غلط کام کر رہے ہیں۔ اس لئے فرمایا کہ اللہ کے علم میں ہے کہ تم اپنے خیال میں اپنے ساتھ خیانت کر رہے تھے اور اسے گناہ سمجھ رہے تھے حالانکہ وہ گناہ نہیں تھا تو اللہ نے تمہاری توبہ قبول کر لی اور تمہیں معاف کر دیا۔ اب تم اپنی بیویوں کے ساتھ مباشرت کرنا چاہتے ہو تو اجازت ہے کہ جو کچھ اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے وہ تلاش کرو یعنی اولاد کی خواہش کرو یا تسکین چاہو اور کھانا پینا جاری رکھ سکتے ہو یہاں تک کہ سفید لکیر نمایاں ہو جائے۔ یہ سحری کا حکم ہے اور سحری کی ہمیں تاکید کی گئی ہے۔ حدیث میں ہے کہ سحری ضرور کیا کرو' سحری میں برکت ہے۔ پھر تم روزے کو رات تک مکمل کرو۔ رات غروب آفتاب کے ساتھ شروع ہو جاتی ہے۔ ہمیں افطاری میں بھی جلدی کا حکم ہے کہ غروب آفتاب کے بعد افطاری میں خواہ مخواہ کی تاخیر پسندیدہ نہیں ہے اور دیکھو اگر تم رمضان میں اعتکاف کی حالت میں مسجد کے اندر ٹھہرے ہوئے ہو تو اپنی بیویوں سے ہم بستری نہیں کر سکتے۔ یہ اللہ کی قائم کردہ حدیں ہیں ان سے دور رہو۔ اگر آخری حد تک آؤ گے تو امکان ہے کہ کسی وقت قدم غلط سمت میں اٹھ جائے اور حد سے تجاوز کر بیٹھو یعنی پابندی توڑ بیٹھو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیتیں لوگوں کے لئے واضح کر دیتا ہے تاکہ وہ احکام کو توڑنے اور حدود سے تجاوز کرنے سے بچ سکیں۔

☆☆☆

فرمان نبویؐ

گھر اور جائیداد بیچنا کیسا ہے؟

چوہدری رحمت اللہ بٹر

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ بْنِ حُرَیْثٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ بَاعَ مِنْکُمْ دَارًا اَوْ عِقَاراً قَمِنٌ اَنْ لَّا یُبَارَکَ لَہٗ اِلَّا اَنْ یَجْعَلَہٗ فِیْ مِثْلِہٖ (رواہ ابن ماجہ)

حضرت سعید بن حریث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم میں سے کوئی اپنا گھر یا جائیداد بیچے تو سزاوار ہے کہ اس کے اس عمل میں برکت اور فائدہ نہ ہو۔ البتہ اگر وہ اس کی قیمت کو اسی طرح کی کسی جائیداد میں لگا دے (تو پھر ٹھیک ہے)

نبی اکرم ﷺ نے کتنی پر حکمت رہنمائی فرمائی ہے۔ مکان اور جائیداد وغیرہ اگر بیچ کر رقم حاصل کر لی جائے تو وہ جلد ہی وقتی اخراجات میں ختم ہو جاتی ہے اور آدمی جائیداد سے محروم ہو جاتا ہے اور پھر پچھتاوے کے علاوہ کچھ پاس نہیں رہتا۔ مکان اور جائیداد ایک مستقل ضرورت کی چیز ہوتی ہے جو انسان کے لئے بہت سہولت مہیا کرتی ہے۔ یہ مشورہ اصل میں امتیوں کے ساتھ رأفت و رحمت کے تعلق کا ظہور ہے جو آپؐ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپؐ کے اس طرح کے مشفقانہ مشوروں پر عمل کی توفیق دے۔

ادارایہ
بسم اللہ الرحمن الرحیم

حافظ عاکف سعید

تقدیر مبرم

امریکی صدر جارج بش کا پیمانہ صبر بالآخر لبریز ہوگیا اور انہوں نے سلامتی کونسل کو جوتی کی نوک پر رکھتے ہوئے پاکستانی وقت کے مطابق **18** مارچ کو صبح **6** بجے طبل جنگ بجادیا۔ جارج بش نے عراقی صدر کو **48** گھنٹے کی مہلت دی تھی کہ صدام حسین اور ان کے بیٹے جلاوطنی قبول کرتے ہوئے عراق سے نکل جائیں بصورتِ دیگر بدترین نتائج کے لئے تیار ہو جائیں' لیکن بعد میں وہائٹ ہاؤس کے ترجمان اری فلیشر نے اعلان کیا کہ صدر بش کے الٹی میٹم کے مطابق اگر صدام حسین عراق سے چلے جائیں تب بھی امریکی افواج عراق میں ضرور داخل ہوں گی کیونکہ تباہی پھیلانے والے ہتھیار تلاش کرنا ضروری ہے۔ ''خوئے بدرا بہانہ بسیار''۔ امریکہ ہر قیمت پر عراق پر حملہ کرنے کا تہیہ کئے ہوئے تھا۔ لیکن چونکہ کوئی معقول جواز اس کے پاس نہیں تھا لہٰذا اسے الٹے سیدھے بہانے تراشنا پڑے۔ صدر بش کا یہ موقف تو نہایت ہی مضحکہ خیز ہے کہ عراقی عوام کو صدام کے ظلم سے نجات دلانے کے لئے اسے یہ قدم اٹھانا پڑا ہے' جبکہ ساری دنیا جانتی ہے کہ عراقی عوام کی ''بے لوث خدمت'' کے لئے صدر بش نے جو راستہ اختیار کیا ہے اس میں ہزاروں نہیں لاکھوں بے گناہ عراقیوں کا ہلاک ہو جانا ایک یقینی امر ہے۔ کبھی یہ فرعونِ وقت یہ موقف اختیار کرتا ہے کہ تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں کو ناکارہ بنانے کی خاطر وہ ساری دنیا کی مخالفت کے باوجود عراق کو مزید مہلت دینے کے لئے تیار نہیں۔ گویا دنیا کے باقی ممالک اور بالخصوص اسرائیل کے پاس جو ہتھیار ہیں وہ تباہی و ہلاکت پھیلانے والے نہیں بلکہ امن و شانتی کے فروغ اور ''نزول سکینت'' کا آلہ ہیں۔ حالانکہ یہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ اسرائیل دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد ملک ہے جو نہایت ڈھٹائی کے ساتھ عدل و انصاف کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے اور یو این او کی قراردادوں کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے فلسطینی مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ رہا ہے اور یہ سب کچھ امریکی سرپرستی میں ہو رہا ہے۔ جبکہ صدام حسین جس کی جنگی قوت اسرائیل کے مقابلے میں دسواں حصہ بھی نہیں ہے اور جو یو این او کی بھیجی گئی تفتیشی ٹیموں کے ساتھ بھرپور تعاون کر رہا ہے' اس درجے لائق تعزیر ٹھہرا ہے کہ امریکہ دنیا کے تھانیدار کی حیثیت سے اپنے ''فرض منصبی'' کی ادائیگی کی خاطر عالمی امن کے ضامن واحد متفقہ ادارے یو این او کو پاؤں تلے مسلنے کا فیصلہ کر چکا ہے۔ نائن الیون کے بعد افغانستان کو تہ و بالا کرنے کے بعد سے بش کی بڑھتی ہوئی فرعونیت اور ڈھٹائی اس امر کا واضح پتہ دیتی تھی کہ طاقت کے نشے میں بدمست امریکہ اپنی من مانی کے لئے یو این او کے رول کو ایک رکاوٹ سمجھنے لگا ہے۔ گویا صاف محسوس ہو رہا تھا کہ پچھلی صدی کے نصف اول میں جو حشر ''لیگ آف نیشنز'' کا ہوا تھا' سوویت یونین کے خاتمے کے بعد عالمی سطح پر طاقت کا توازن بگڑنے کے نتیجے میں وہی حشر اب یو این او کا مقدر بن گیا ہے۔ یعنی ؎

بے چاری کئی روز سے دم توڑ رہی ہے ڈر ہے خبر بد نہ مرے منہ سے نکل جائے
تقدیر تو مبرم نظر آتی ہے ولیکن پیران کلیسا کی دعا ہے کہ یہ ٹل جائے!

بہرکیف' امریکی صدر جارج بش کے حالیہ یکطرفہ اعلان کے نتیجے میں جہاں یو این او کی معنوی موت واقع ہو چکی ہے وہیں یہ بات بھی اب تقدیر مبرم کے درجے میں محسوس ہوتی ہے کہ صرف عراق ہی نہیں پورا مشرق وسطیٰ نہایت خوفناک تباہی و ہلاکت کی زد میں آچکا ہے۔ یہ راز اب پوری طرح طشت از بام ہو چکا ہے کہ عراق پر امریکی حملے کا سب سے بڑا محرک ''گریٹر اسرائیل'' کے قیام کے لئے راہ ہموار کرنا ہے۔ چنانچہ امریکہ کے پیش نظر صرف عراق پر قبضہ نہیں بلکہ پورے علاقے کے نقشے کو بدلنا ہے۔ شدید اندیشہ ہے کہ **1991**ء کی گلف وار جسے بجا طور پر ''ام المحارب'' قرار دیا گیا تھا' کے بطن سے پھوٹنے والی یہ حالیہ گلف وار پھیل کر ''الملحمة العظمیٰ'' یا ''آرمیگاڈان'' کی صورت اختیار کر لے گی جو اللہ کی جانب سے مسلمانانِ عرب کے لئے ایک نہایت سخت عذاب کی صورت ہوگی۔ یہ تقدیر مبرم ٹلتی نظر نہیں آتی۔ **اعاذنا اللہ من ذلک!** oo

موتُ العالِم موتُ العَالَم

صوبہ سرحد کے معروف عالم دین مولانا گوہر رحمان جن کا تعلق جماعت اسلامی سے تھا' گزشتہ روز قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا ایک سکہ بند عالم تو تھے ہی' علم حدیث اور علم فقہ میں خصوصی امتیازی مقام کے حامل بھی تھے۔ ایک مخصوص اسلامی تحریک سے منسلک ہونے کے باوجود دیگر مسالک اور دینی تحریکوں کے لئے مرحوم اپنے سینہ کو کشادہ رکھنے والے ایک نہایت ملنسار اور وسعت قلبی کے حامل انسان تھے۔ تنظیم اسلامی یا تحریک خلافت کے پلیٹ فارم سے جب بھی انہیں دعوتِ خطاب دی گئی مرحوم نے اسے قبول کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہ کی۔ ان کی وفات سے صرف جماعت اسلامی ہی نہیں پاکستان کی تمام دینی تحریکیں ایک نہایت مخلص' تحریکی ذہن رکھنے والے بلند پایہ عالم دین سے محروم ہو گئیں۔ آسمان ان کی لحد پر شبنم افشانی کرے۔ **اللھم اغفر لہ وارحمہ وادخلہ فی رحمتک وحاسبہ حساباً یسیراً**

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیام خلافت کا نقیب
ہفت روزہ لاہور
ندائے خلافت
جلد 12 شمارہ 10
20 تا 26 مارچ 2003ء
(۱۶ تا ۲۲ محرم الحرام ۱۴۲۴ھ)

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: فرقان دانش خان
ادارہ تحریر: سید قاسم محمود' مرزا ایوب بیگ
سردار اعوان' محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد مختار' طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67۔ گڑھی شاہو' علامہ اقبال روڈ لاہور
فون: 6366638-6316638 فیکس: 6305110
E-Mail:markaz@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ : 5 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......250 روپے
بیرون پاکستان
☆ یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ
..........1500 روپے
☆ امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ
..........2200 روپے

الٹرا۔ امپریلزم سے امپریلزم کی طرف واپسی

تجزیہ نگار کے نقطۂ نظر سے ادارہ کا کامل اتفاق ضروری نہیں

ابوالحسن

امریکہ' برطانیہ اور سپین نے ایک سربراہی کانفرنس کے بعد سلامتی کونسل میں عراق کے خلاف جنگ کی قرارداد ووٹنگ کے لئے پیش کئے بغیر واپس لے لی ہے۔ وہ جمہوری روایات جن پر مغرب اتراتا ہے اور جنہیں امریکہ اپنے ایمان کا حصہ قرار دیتا ہے ان کے مطابق امریکہ کے صدر اور برطانیہ و سپین کے وزرائے اعظم کو قرارداد کی واپسی کے ساتھ اپنے عہدوں سے مستعفی ہونے کا اعلان بھی کرنا چاہئے تھا' لیکن وہ تہذیب جس کا اندرون چنگیزی ہے اس کے درندہ نما رہنماؤں نے اخلاقیات کو بھی اپنی قوم تک محدود کرلیا ہے۔

صدر بش نے قرارداد کی واپسی کے بعد قوم سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ عراق نے چونکہ غیر مسلح ہونے سے انکار کر دیا ہے اور سلامتی کونسل اپنا فرض ادا کرنے میں ناکام رہی ہے' لہٰذا اب ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اپنی سلامتی کو یقینی بنانے کے لئے طاقت کے استعمال سے عراق کو غیر مسلح کر دیں۔ بش نے کہا کہ ہم نے صدام حسین کو بہت مواقع دیئے ہیں کہ وہ اپنے وسیع سطح پر تباہی پھیلانے والے ہتھیار ضائع کر دے' لیکن صدام حسین نے یہ مواقع گنوا دیئے اور وہ عیاری سے کام لیتا رہا۔

انہوں نے کہا کہ صدام حسین انتہائی ظالم انسان ہے اور وہ ہزاروں انسانوں کا قاتل ہے' وہ جابر اور بدمعاش ہے' لہٰذا صدام حسین کے خاتمے سے عراقی عوام کو آزادی حاصل ہوگی۔ میں عراقی عوام اور فوج سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ صدام حسین کے احکامات ماننے سے انکار کر دیں اور تیل کے کنوؤں کو آگ لگنے سے بچائیں کیونکہ تیل عراقی عوام کی ملکیت ہے یعنی اصل بات زبان پر آ گئی کہ جس تیل کی خاطر میں انسانوں کا قتل عام کرنے چلا ہوں کہیں اسے کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔

اپنے خطاب کے آخر میں صدر بش نے عراق کے صدر صدام حسین کو الٹی میٹم دیا کہ وہ 48 گھنٹے میں اپنے خاندان اور قریبی ساتھیوں سمیت عراق سے نکل جائیں۔ یہ کہتے ہوئے یوں محسوس ہوا کہ صدر بش کو یہ خوف ہے کہ کہیں صدام حسین جلاوطنی پر رضامند نہ ہو جائے لہٰذا جلاوطنی کی شرط کے ساتھ جلدی سے اضافہ کیا کہ امریکی افواج کو پرامن طور پر عراق میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے۔

سوال یہ ہے کہ جب ظالم اور جابر صدام حسین عراق سے بے دخل ہو جائے گا تو امریکی فوج عراق میں کس کے خلاف جہاد کرنے کے لئے داخل ہوگی۔ دولت اور اقتدار کا لالچ انسان کو کس طرح اندھا اور بہرہ کر دیتا ہے کہ نہ آنکھوں کے سامنے بہتا ہوا خون اسے نظر آتا ہے اور نہ ہی بے بس انسانوں کی چیخ و پکار سے اس کا دل پسیجتا ہے۔ اصل قصہ یہ ہے کہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا محاورہ حقیقت کا روپ دھار چکا ہے۔

سلامتی کونسل میں نئی قرارداد پیش کرتے وقت صدر بش سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ وہ دنیا میں یوں تنہا رہ جائیں گے اور فرانس اور جرمنی جیسے یورپی ملک یوں ڈٹ کر امریکہ کی مخالفت کریں گے' لیکن جب وہ سلامتی کونسل میں نئی قرارداد منظور کروانے میں بری طرح ناکام ہوئے تو انہوں نے کہہ دیا کہ نئی قرارداد کی ضرورت ہی نہیں تھی' بلکہ قرارداد 1441 جس کی سلامتی کونسل سے پہلے ہی منظوری ہو چکی ہے' وہ قرارداد بھی ہمیں قوت کے استعمال کی اجازت دیتی ہے۔ پہلے مستقل ارکان کے ویٹو سے بچنے کے لئے پروسیجرل کی اصطلاح گھڑی گئی اور کہا گیا کہ اسے ویٹو نہیں کیا جا سکتا' محض نو ارکان کی حمایت کی ضرورت ہے اور وہ آسانی سے میسر آ جائے گی اور جب مذکورہ 9 ووٹ بھی حاصل نہ ہوئے تو نئی قرارداد کی بساط ہی لپیٹ دی گئی۔

حقیقت یہ ہے کہ تاریخ کے فیصلے اٹل ہیں۔ ایک تو یہ ممکن نہیں کہ لوٹ کے مال کی بندر بانٹ میں لٹیرے ایک طویل مدت تک متحد اور متفق رہیں۔ کچھ وقت گزرنے پر وہ یقیناً باہم دست و گریبان ہوتے ہیں۔ پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے نتیجہ میں یہ لٹیرے متحد ہوئے تھے اور انہوں نے طے کیا تھا کہ آئندہ وہ غریب اور کمزور ممالک کو اپنی کالونیاں بنانے کے لئے آپس میں نہیں لڑیں گے۔ وہ ظاہری طور پر انہیں آزادی کی نیلم پری سے ہمکنار تو کر دیں گے لیکن سیاسی اور معاشی لوٹ مار کے لئے اقوام متحدہ' آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک جیسے ادارے بنائیں گے اور ان کے وسائل کو نچوڑتے رہیں گے۔ اسے الٹرا امپریلزم کا نام دیا گیا لیکن زیادہ حصہ حاصل کرنے کی خواہش میں یہ لٹیرے فی الحال باہمی طور پر طعن اور دشنام پر اترے ہیں۔ تیسری دنیا کے ممالک نے تھوڑی سی عقلمندی کا مظاہرہ کیا' تو جلد وہ وقت آئے گا کہ یہ لٹیرے تیر و تفنگ لے کر ایک دوسرے کے خلاف میدان میں اتریں گے' البتہ یہ تصور کرنا بھی حماقت ہوگا کہ آج دنیا کی کوئی قوم یا ملک کسی دوسری قوم یا ملک کی خاطر اپنے مفادات کو خطرے میں ڈالے گا۔

عراق کے حوالہ سے امریکہ اور یورپ کے مابین جو اختلافات کھل کر سامنے آئے ہیں' اس کی اصل بنیاد یہ ہے کہ امریکہ کہتا ہے کہ باقی دنیا کے وسائل نچوڑنے کے لئے محنت میں زیادہ کرتا ہوں انوسٹمنٹ میری زیادہ ہے' سامنے میں زیادہ آتا ہوں' اس وجہ سے باقی دنیا میں میرے خلاف ردعمل زیادہ شدید ہے' دنیا کی نفرت کا میں نشانہ بن رہا ہوں' اس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہئے کہ دنیا کے وسائل پر براہ راست میرا قبضہ ہو' پھر تم سب میں میں فیصلہ کروں کہ کس کو کیا دیا جائے گا۔ برطانیہ کہتا ہے کہ یہ امریکہ کا حق ہے' یورپ والوں کو عافیت اسی میں سمجھنی چاہئے کہ ذمہ داری امریکہ کی ہے اور ہمیں ضرورت کے مطابق حصہ ملتا رہے۔ امریکہ کو اتحادیوں کی ضرورت ہے وہ ہمیں فراموش نہیں کر سکتا۔ جبکہ فرانس اور جرمنی کہتے ہیں کہ بس بہت ہو چکی' ہم امریکہ کو سب کچھ ہضم نہیں کرنے دیں گے۔

یہ بات طے ہے کہ جنگ اب چند گھنٹے دور ہے۔ ایک انتہائی ترقی یافتہ ملک جدید ترین اسلحہ سے لیس ہو کر اپنے اتحادیوں کی معیت میں ایک مسلمان ملک پر حملہ آور ہونے والا ہے۔ ایسا مسلمان ملک' جو دین و دنیا کے لحاظ سے مفلس ہے' جس نے نہ دین و آخرت سے کوئی رشتہ قائم کیا اور نہ دنیوی ترقی میں کوئی محنت کی۔ مانگے تانگے کا کچھ اسلحہ ہے جو حملہ آور سپر پاور کے انتہائی مہلک اور تباہ کن ہتھیاروں کے سامنے پرانا اور دقیانوسی ہے۔ عوام کے پاس نہ خوراک ہے نہ ادویات ہیں' جنگ کاہے کی۔ ایک مارے

(باقی صفحہ 14 پر)

اب جنگ دہشت گردی کے خلاف نہیں دنیا پر قبضے کے لئے ہے

امیر ممالک' غریب ممالک کے عوام کے خون کا آخری قطرہ بھی چوس لینا چاہتے ہیں

فوجی کارروائی ہو یا دہشت گردوں کے حملے' ان کا نشانہ عام لوگ ہی بنتے ہیں

سربراہ کانفرنس سے مہاتیر محمد کا افتتاحی خطاب — اقتباسات

ملائیشیا کے وزیراعظم اور غیر جانبدار تحریک کے سربراہ مہاتیر محمد نے پیر 24 فروری 2003ء کو کانفرنس کے افتتاح کے موقع پر جو خطاب کیا اس کے چند اقتباسات درج ذیل ہے:

☆ کوالالمپور میں ہونے والا یہ اجلاس نئی صدی بلکہ نئے ہزاریے کا پہلا اجلاس ہے' جو انتہائی نازک حالات میں ہو رہا ہے۔ دنیا اس وقت خوف میں مبتلا ہے' ہم ہر چیز سے خوفزدہ ہیں' ہمیں کچھ ملکوں سے خطرہ محسوس ہوتا ہے' ہم ایشیا کے داڑھی والے لوگوں سے خوفزدہ ہیں' ان جوتوں سے خوفزدہ ہیں' جو فضائی ایئر لائنز پر سفر کرنے والے مسافر پہنتے ہیں' خطوط اور پارسل اور سفید پاؤڈر سے خوفزدہ ہیں' جن ممالک پر دہشت گردوں کو پناہ دینے کا الزام لگایا جاتا ہے' ان ممالک کے معصوم یا غیر معصوم دونوں طرح کے لوگ خوفزدہ ہیں۔ وہ جنگ' قتل کئے جانے اور بموں و میزائلوں کا نشانہ بننے سے خوفزدہ ہیں۔ وہ خوفزدہ ہیں کیونکہ وہ اپنے ملکوں میں رہتے ہوئے اس لئے قتل ہو سکتے ہیں کہ دشمن قوتوں کو ان ممالک کی تباہی درکار ہے اور وہ بالواسطہ طور پر اس تباہی کا حصہ بن سکتے ہیں۔

☆ سلامتی کو یقینی بنانے کے لئے کئے جانے والے اقدامات مضطربانہ انداز میں جاری ہیں۔ دنیا نئے ہتھیاروں' نئی ٹیکنالوجی اور نئی حکمتِ عملی کے ساتھ ساتھ دنیا بھر میں فوجوں اور انسپکٹروں پر کھربوں ڈالر خرچ کر رہی ہے جو لوگ سلامتی کے ان اقدامات کے متحمل نہیں ہو سکتے ہیں انہیں اپنی قسمت پر انحصار کرنا چاہئے اور خدا پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔ لیکن اس کے باوجود دہشت گردوں نے وہاں وہاں حملے کئے ہیں جہاں ایسے حملوں کی کم سے کم توقع کی جا رہی ہے۔ ان حملوں میں بہت سارے لوگ بالواسطہ طور پر مارے گئے' اب بھی اس بات کی کوئی ضمانت نہیں کہ آپ کے ہمسائے میں موجود کلین شیو فرد ہائی جیکر نہیں بن سکتا ہے اور اپنے طیارے کو کسی عمارت سے ٹکرا کر بہت سارے لوگوں کی جانیں نہیں لے سکتا۔

☆ اس کے ساتھ ساتھ دنیا کی معیشت تنزلی کا شکار ہو چکی ہے۔ بعض صورتوں میں تو معکوس رخ اختیار کر چکی ہے' جس کی وجہ سے متعلقہ ممالک کو شدید خسارے کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے' ملازمتیں ختم ہو گئی ہیں اور امیر ممالک میں بھی غربت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اندرون ملک یا بیرون ملک نئی سرمایہ کاری دیکھنے میں نہیں آ رہی ہے۔ جنگ کے خطرے کی وجہ سے تیل کی قیمتوں میں اضافہ ہو چکا ہے جس سے غریب ممالک پر اقتصادی اور سماجی بوجھ میں اضافہ ہو گیا ہے۔

☆ غریبوں کے لئے امداد عملی طور پر رک چکی ہے اور قرضے موجود نہیں ہیں کیونکہ غریب ممالک بار بار نادہندہ ہوئے۔

☆ دنیا اس وقت انتہائی خلفشار کا شکار ہے۔ یہ خلفشار سرد جنگ کے دوران کی مشرق و مغرب کی محاذ آرائی سے بدتر ہے۔ سرد جنگ کے خاتمے کے بعد جو امیدیں پیدا ہوئی تھیں وہ سب کی سب غائب ہو چکی ہیں۔ دہشت گرد اور دہشت گرد مخالف عناصر ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو رہے ہیں۔ امید یہی ہے کہ ایک طویل عرصہ تک حالات معمول پر نہیں آئیں گے۔

☆ یقینی طور پر کسی نہ کسی مرحلے پر ہمیں اپنے آپ سے یہ ضرور پوچھنا چاہئے کہ یہ سب کچھ دنیا میں کیوں ہو رہا ہے۔ دنیا میں دہشت گردی کیوں ہو رہی ہے؟ مسلمانوں کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ وہ پیدائشی دہشت گرد ہیں' لیکن عیسائی یورپ نے 2000 برسوں تک دنیا پر عدالت اور احتساب کے نام سے جو مظالم ڈھائے ان کا کیا جواز پیش کیا جائے گا؟ جب کبھی عیسائی' یہودیوں پر مظالم ڈھاتے تھے تو وہ مسلم ممالک ہی میں پناہ کیوں لیتے تھے؟ کیا لوگ دہشت گردوں کی سرزمین میں پناہ تلاش کرتے ہیں؟ یہ بات درست معلوم نہیں ہوتی۔

☆ عیسائیوں پر بھی مظالم ڈھائے گئے۔ یہ مظالم مسلمانوں نے نہیں بلکہ ان کے اپنے عیسائی بھائیوں نے ڈھائے تھے' جو انہیں زندیق قرار دیتے تھے۔ انہیں ان کے اعتقادات کی وجہ سے ایذا دی جاتی' ان پر مظالم ڈھائے جاتے' انہیں زندہ جلایا جاتا اور ہجرت کر جانے پر مجبور کیا جاتا' یوں محسوس ہوتا ہے کہ مسلمان ہی دہشت گرد نہیں ہیں۔ عالمگیر تباہی' قتلِ عام' عدالت و احتساب اور قتل و غارت گری کو اگر مدنظر رکھا جائے تو اس امر کی تصدیق ہو جاتی ہے۔

☆ یوں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان مسائل کا واحد سبب مسلمان ہی نہیں ہیں۔ اگر وہ نہیں ہیں تو پھر کیا یہ تہذیبوں کا تصادم ہے' یعنی مسلمان تہذیب کا یہودی' عیسائی تہذیب کے ساتھ تصادم' جو اس عمل کا ذمہ دار ہے۔

☆ سیدھی بات یہ ہے کہ میں یہ پسند نہیں کرتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ یہ دنیا یورپی ممالک کے غلبے کی خواہش کی تجدید نو ہے۔ اس تاثر کا اظہار دوسرے نسلی گروہوں اور رنگ کے لوگوں پر ظلم ڈھانا اور ان کے ساتھ ناانصافی کرنا شامل ہے۔

☆ اگر ماضی کا مطالعہ کریں تو یہ بات ہم پر عیاں ہو گی کہ یورپ سے باہر اس وقت تک دہشت گردی کے لئے کوئی مہم نہیں چلائی جا رہی تھی' جب تک یورپی ممالک اور یہودیوں نے فلسطین کی حدود میں سے یہودی ریاست تخلیق نہیں کر لی۔ تاریخی اور واقعاتی طور پر دہشت گردی کو سب سے پہلے Haganah اور Irgun Zval Leumi نے برطانیہ کو اسرائیل کے قیام پر قائل کرنے کے لئے استعمال کیا۔ فلسطینیوں کو ان کے گھروں سے بے دخل کیا گیا اور گزشتہ پچاس برسوں سے زائد عرصے سے انہیں قابلِ رحم پناہ گزین کیمپوں میں رہنے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔

☆ فلسطینیوں سے جو زمین ہتھیار لی گئی ہے' وہ اس زمین کو پہلے پہل روایتی جنگوں' پھر جمہوری احتجاج اور آخر کار متشدد مظاہروں کے ذریعے حاصل کرنے کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ یورپی ممالک نے یہودیوں کے خلاف ماضی میں جن جرائم کا ارتکاب کیا تھا۔ ان کی تلافی کے لئے اسرائیل یورپ کی امداد اور حمایت کا طالب تھا۔ آخر کار فلسطینی عوام اور لوگوں نے تنگ آ کر وہ راستہ منتخب کیا جسے اب دہشت گردی کا عمل کہا

جارہا ہے۔ یہ درست ہے کہ دنیا نے اس عمل کی مذمت کی ہے لیکن دنیا اسرائیل کے اس سے بھی زیادہ خوفناک مظالم کی مذمت نہیں کرتی ہے۔ دنیا صابرا اور شتیلا میں ہونے والے مظالم اور قتلِ عام، بچوں کے قتل، یورینیم میں بجھی ہوئی گولیوں کے استعمال، فلسطینیوں کے گھروں کو مسمار کرنے کی مذمت کیوں نہیں کرتی ہے۔ اب اسرائیل نیوکلیئر ہتھیاروں کے استعمال کی دھمکی دے رہا ہے۔

☆ یہ واضح دہرا معیار ہے جو مسلمانوں کو مشتعل کرتا ہے، جو انہیں اس بات پر ابھارتا ہے کہ وہ دہشت گرد حملے کریں۔ اگر عراق کا تعلق القاعدہ سے جوڑا جاتا ہے تو فلسطینی زمین کی ضبطی اور فلسطینیوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کو 11 ستمبر کے واقعات سے جوڑنا کہیں زیادہ منطقی بات ہے۔ یہ مذہبی اختلافات نہیں تھے جنہوں نے ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملہ کے لئے اکسایا۔ فلسطینی زمین پر قبضے، فلسطینیوں کے ساتھ کی جانے والی بے انصافی اور ان پر ڈھائے جانے والے مظالم اور دنیا بھر میں مسلمانوں کے ساتھ ناروا رکھے جانے والے سلوک کے غصّے کے اظہار اور ہمدردی کے جذبات کا اظہار 11 ستمبر کے حملوں سے ہوتا ہے۔

☆ درحقیقت ہر انسان کی زندگی مقدس اور قیمتی ہوتی ہے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ فرد دوست ہے یا دشمن، یہی وجہ ہے کہ جنگ کسی مسئلے کا حل نہیں ہے۔ فاتح اور مفتوح کا فیصلہ کرنے کے لئے لوگوں کی جان لینا بُرا فعل ہے، صحیح اور غلط کے تعیّن کے لئے لوگوں کی جان لینا اس سے بھی بدتر ہے۔ ہم جس نام نہاد تہذیب کی بلند ترین سطح کو پانے کا دعویٰ کرتے ہیں یہ سوچ اس کی نفی کرتی ہے۔ کسی قوم کی بڑائی کی بنیاد اس کی ثقافت پر ہونی چاہئے جو برتری خصوصیات، جمالیات اور سائنس و ٹیکنالوجی کے میدان میں ترقی کی خوبیوں کی حامل ہو۔ بدقسمتی سے پتھر کے زمانے کے ہزاروں برس بعد بھی ہم کسی قوم کی برتری کی بنیاد یہ سمجھتے ہیں کہ وہ قوم کس قدر لوگوں کا قتل عام کر سکتی ہے۔

☆ جنگ سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہوتا ہے۔ جنگ کی روایت قدیم ہے۔ آج کی جنگ پتھر کے زمانے کی جنگوں سے بھی زیادہ قدیم ہے کیونکہ ان جنگوں کا ہدف صرف حملہ آور نہیں ہوتا ہے بلکہ آج کی جنگوں میں تمام سویلین، خواتین اور بچوں کو بھی نشانہ بنایا جاتا ہے۔ چاہے فوجی ایکشن ہو، چاہے دہشت گردوں کے حملے ہوں نشانہ یہی لوگ بنتے ہیں۔

☆ ہمارا آج کا یہ اجلاس سربراہ حکومتوں اور سربراہ ریاستوں کا اجلاس ہے۔ ہمیں یہ بات تسلیم کرنی چاہئے کہ ہماری یہ تنظیم اس قدر موثر نہیں رہی ہے جس قدر کہ اسے ہونا چاہئے تھا۔ ہم غیر متعلق رہنا چاہتے ہیں۔ ہم بڑی طاقتوں کی ناراضگی سے ڈرتے ہیں لیکن ہمارے عوام بے چین ہو رہے ہیں۔ وہ ہم سے کچھ نہ کچھ کرنے کا تقاضا کرتے ہیں۔ اگر ہم کچھ نہیں کریں گے تو پھر وہ کریں گے پھر وہ ہمارے خلاف ہو جائیں گے۔ وہ معاملات کو اپنے ہاتھوں میں لے لیں گے چونکہ وہ روایتی جنگ کی اہلیت نہیں رکھتے اس لئے وہ دہشت گردی کے لئے گوریلا جنگ لڑیں گے۔ وہ ہمارے خلاف اور ان لوگوں کے خلاف لڑیں گے جو ظالم ہیں، جنہیں وہ ظالم خیال کریں گے۔

☆ انہیں مزید نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ہم انہیں قید نہیں کر سکتے کیونکہ ہم نہیں جانتے کہ وہ کون ہیں اور کہاں ہیں۔

☆ 11 ستمبر کے واقعات نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ محض درجن بھر لوگ بھی دہشت گردی کی کارروائیوں کے ذریعے پوری دنیا کو عدم استحکام سے دوچار کر سکتے ہیں۔ ہر ایک کے دل میں خوف ڈال سکتے ہیں اور انہیں اپنے سایوں سے خوف میں مبتلا کر سکتے ہیں۔

☆ لیکن دہشت گردوں کے ان اقدامات نے شمال کے ملکوں کے ضبط کے تمام بندھن توڑ ڈالے ہیں۔ اب شمال کے یہ ممالک سرحدوں، بین الاقوامی قوانین اور محض اخلاقی اقدام کا احترام نہیں کرتے ہیں۔ اب وہ حکومتوں کی تبدیلی کے لئے جنگوں اور عسکری فتوحات کی بات کر رہے ہیں۔ وہ نیوکلیئر ہتھیاروں کے استعمال کی بات بھی کر رہے ہیں۔

☆ اب یہ جنگ محض دہشت گردی کے خلاف جنگ نہیں رہی ہے۔ اب یہ جنگ دنیا پر قبضے کی جنگ بن چکی ہے۔ اب ہم پر دہشت گردوں کو پناہ دینے اور برائی کا محور ہونے کا الزام لگایا جا رہا ہے۔ غیر جانبدار تحریک کو ایسے مسائل کا سامنا ہے جو اسے ضرور حل کرنے چاہئیں لیکن اس وقت ہمارے سروں پر جو خطرہ منڈلا رہا ہے وہ یہ ہے کہ طاقتور ملک اپنے غلبے کے لئے جنگ مسلط کرنا چاہتے ہیں۔ ہم ان ممالک کے ساتھ جنگ میں لڑ سکتے ہیں۔

☆ خوش قسمتی سے ان ممالک کے بہت سارے لوگ بھی جنگ کے خلاف ہیں۔ وہ اپنے لیڈروں کی جنگی پالیسیوں کے خلاف احتجاج کے لئے سڑکوں پر نکل آئے ہیں۔ ہمیں ضرور ان کا ساتھ دینا چاہئے۔ ہمیں اپنی تمام تر اخلاقی قوت کے ساتھ ان کی جدوجہد میں شامل ہونا چاہئے۔

☆ جنگ ممنوع قرار دی جانی چاہئے۔ اب ہماری جدوجہد اس مقصد کے لئے ہونی چاہئے۔ ہمیں اقتصادی غلبے اور جبر سے آزادی حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کرنی چاہئے۔ لیکن ہمیں پہلے جنگ کے خطرے کو ٹالنا چاہئے۔ جب تک جنگ کی تلوار ہمارے سروں پر لٹکتی رہے گی اس وقت تک ہم اپنے ملکوں کے مفادات کے لئے کچھ بھی نہیں کر سکتے ہیں۔

☆ اس لئے جنگ کو غیر قانونی بنایا جانا چاہئے۔ اقوام متحدہ کی زیرِ نگرانی کثیر القومی فوج کے تحت اسے نافذ کیا جانا چاہئے۔ کسی ایک ملک کو دنیا بھر میں پولیس کا کردار ادا نہیں کرنے دینا چاہئے۔ یہ کام تمام ممالک متفقہ فیصلے سے کریں، کہ کونسا قدم اٹھایا جانا چاہئے اور کب اٹھایا جانا چاہئے۔

☆ عالمگیریت محض دنیا بھر کی دولت کے استعمال تک محدود نہیں ہونی چاہئے۔ عالمگیریت میں ہمہ جہتی تحفظ بھی حاصل ہونا چاہئے جس ملک کو جنگ کا خطرہ ہو اسے تحفظ ملنا چاہئے۔

☆ ایک نیا ورلڈ آرڈر ہونا چاہئے جس میں طاقت تمام ممالک میں یکساں طور پر مساوی انداز میں تقسیم کی جائے۔ اقوام متحدہ کی اصلاح کی جانی چاہئے۔ نصف صدی قبل جس طرح اس کا وجود عالمی جنگ کی صورت میں آیا تھا اب ویسا نہیں ہونا چاہئے۔ ہر ایک ملک کو غیر مسلح کیا جانا چاہئے۔ بڑے پیانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیار سب کے لئے ممنوع قرار دیئے جانے چاہئیں۔ مزید تباہ کن روایتی ہتھیار بنانے کے لئے تحقیق کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔

☆ ہمیں ایک ایسے نئے ورلڈ آرڈر کے لئے جدوجہد کرنی چاہئے جہاں جمہوریت صرف ریاستوں کی داخلی گورننس تک محدود نہ ہو، بلکہ اس کی وسعت پوری دنیا کی گورننس تک ہو۔ ہمیں اقوام متحدہ اور کثیر القومیت کے احیاء کے لئے کام کرنا چاہئے۔

☆ ہم جانتے ہیں کہ ہم کمزور ہیں لیکن ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ شمال میں ہمارے حامی موجود ہیں۔ وہ بھی جنگوں کا خاتمہ چاہتے ہیں، وہ بھی لوگوں کے قتل عام کا خاتمہ چاہتے ہیں۔ اس قتل عام کی وجہ کوئی بھی ہو، ہو سکتا ہے وہ ہر معاملے میں ہم سے اتفاق نہ کرتے ہوں، لیکن جنگ کی مخالفت میں ان میں سے بہت سارے ہمارے ساتھ ہوں گے۔ ہمیں ان کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہئے۔

☆ تب یہ ہماری جدوجہد ہو گی، ہم لاتعلق نہیں ہیں۔ ہم زمانی حوالے سے غلط نہیں ہیں۔ ہم بصیرت رکھتے ہیں، ہم نیا ورلڈ آرڈر ترتیب دینے کی بصیرت رکھتے ہیں۔ ایک ایسا ورلڈ آرڈر جو زیادہ مساویانہ اور زیادہ منصفانہ ہو۔ ایک ایسا ورلڈ آرڈر جو اس قدیم نظریئے سے آزاد ہو کہ لوگوں کو قتل کرنا درست ہے، یہ کہ ایسے قتل عام سے قوموں کے تعلقات کے مسائل حل کئے جا سکتے ہیں۔

محولا بالا تمام اقدامات کے لئے ہمیں غیر جانبدار تحریک کو از سر نو زندہ کرنا چاہئے۔ یہ حیات پذیری عہد سے ختم کرنے اور ایک دوسرے کے قریب آنے سے پیدا ہو سکتی ہے۔

(بشکریہ: روزنامہ ''نوائے وقت'' 26 فروری 2003ء)

ضرورت رشتہ

تعلیم ایم اے ایجوکیشن، قد ساڑھے پانچ فٹ، عمر ساڑھے بائیس سال، لاہور کی رہائشی بچی کے لئے تعلیم یافتہ، باروزگار، دینی رجحان کا حامل رشتہ درکار ہے۔

رابطہ: مسز ظفر ہاشمی، فون 6822850 (042)

حضرت شاہ ولی اللہؒ کا حیات نامہ

سید قاسم محمود

شاہ صاحب کی ولادت' اورنگ زیب عالمگیر کی وفات سے چار سال قبل' چہارشنبہ کے دن 4 شوال 1114 ہجری (10 فروری 1703ء) کو طلوعِ آفتاب کے وقت' اپنے ننھیال قصبہ پھلت' ضلع مظفر نگر میں ہوئی۔ ولادت کے وقت آپ کے والد شاہ عبدالرحیم کی عمر ساٹھ سال تھی۔ والدہ کا اسم گرامی فخر النساء تھا۔

ابتدائی تعلیم: شاہ صاحب کی عمر جب پانچ سال کی ہوئی تو مکتب میں داخل کیے گئے۔ سات سال کی عمر میں سنتِ ابراہیمیؑ ادا ہوئی اور ختنہ ہوا۔ اُسی عمر سے نماز کی عادت ڈال دی گئی اور والدین کے ساتھ تہجد میں شریک ہونے لگے۔ سات سال کی عمر ہی میں قرآن مجید کے حفظ سے فراغت ہوئی اور فارسی اور عربی کتابیں پڑھنی شروع کیں اور کافیہ ختم کی۔ چودہ سال کی عمر میں ''بیضاوی'' کا ایک حصہ پڑھا۔ پندرہ سال کی عمر میں ہندوستان میں رائج علومِ متداولہ سے فراغت کی۔ پندرہ سال کی عمر ہی میں والد صاحب سے مشکوٰۃ کا درس لیا۔ صحیح بخاری' شمائل ترمذی' تفسیر مدارک و بیضاوی' فقہ میں شرح وقایہ اور ہدایہ' منطق میں شرح شمسیہ' علم الکلام میں شرح عقائد' سلوک میں عوارف اور رسائل نقشبندیہ' حقائق میں شرح رباعیات مولانا جامی اور لوائح اور دیگر کتب ان کے نصاب میں شامل تھیں۔ خود فرماتے ہیں کہ طالب علمی ہی کے زمانے میں مضامینِ عالیہ ذہن میں آتے تھے' جن میں برابر ترقی محسوس ہوتی تھی۔ والد صاحب کی وفات کے بعد بارہ سال تک دینی کتب اور عقلی علوم کی کتابیں پڑھنے پڑھانے کی پابندی کی اور ہر علم میں غور وخوض کا موقع ملا۔

ابتدائی تربیت: شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ والد صاحب کی شفقت میرے حال پر ایسی تھی کہ کم ہی کسی باپ کی بیٹے پر' کسی استاد کی شاگرد پر اور کسی شیخ کی مرید پر ہوگی۔ ان کے والد کی تربیت کا انداز بھی بڑا حکیمانہ تھا۔ ایک روز شاہ صاحب بچپن میں اپنے دوستوں کے ساتھ ایک باغ کی سیر کو چلے گئے۔ جب واپس آئے تو والد صاحب نے پوچھا' ولی اللہ! تم نے آج دن رات میں ایسا کیا کام کیا جو باقی رہے؟ آج کے دن کا حاصل کیا ہے؟ ہم نے اس عرصے میں اتنا درود پڑھا۔ شاہ صاحب یہ سن کر بہت نادم ہوئے اور اس دن کے بعد سے ان کا دل باغات کی سیر وتفریح سے بالکل اچاٹ ہوگیا۔

ان کے والد بیٹے کو طفولیت ہی میں آدابِ مجلس' تہذیب اور شائستگی کی باتیں بہت سکھاتے تھے۔ فرماتے تھے کہ جو لوگ مرتبے میں کم ہوں' ان سے ہمیشہ سلام میں سبقت کرو' ان سے ہمیشہ خوش اخلاقی سے پیش آؤ' ان کی خیریت و احوال دریافت کرو۔ یہ بھی فرماتے تھے کہ بعض لوگ کسی خاص پوشاک یا عادت کے پابند ہو جاتے ہیں۔ کوئی خاص تکیہ کلام اختیار کر لیتے ہیں۔ بعض کھانوں سے اس قدر متنفر ہو جاتے ہیں کہ ان کی چڑ ہو جاتی ہے۔ ان سب چیزیں سے پرہیز کرنا چاہئے۔ شاہ صاحب کی عمر سترہ سال کی تھی کہ ان کے والد شاہ عبدالرحیم نے رحلت کی۔ آپ نے مرضِ موت میں بیٹے کو بیعت وارشاد کی اجازت دی اور بار بار فرمایا ''یَدُہٗ کَیَدِیْ'' (اس کا ہاتھ میرے ہاتھ کی طرح ہے)

شادی: شاہ صاحب کی عمر چودہ سال کی تھی کہ آپ کی شادی آپ کے ماموں شیخ عبیداللہ صدیقی پھلتی کی صاحبزادی سے کردی۔ ان زوجہ سے آپ کے بڑے فرزند شیخ محمد پیدا ہوئے' جنہوں نے آپ ہی سے تعلیم پائی۔ شاہ صاحب کی وفات (1762) کے بعد قصبہ بڑھانہ منتقل ہو گئے اور وہیں 1792ء میں وفات پائی۔ شاہ صاحب کا دوسرا عقد پہلی اہلیہ کی وفات کے بعد سید ثناء اللہ پانی پتی کی صاحبزادی بی بی ارادت سے ہوا جو سونی پت کے رہنے والے تھے اور سید ناصر الدین شہید سونی پتی کی اولاد میں تھے۔ ان زوجہ سے آپ کے چاروں نامور فرزند (حضرت شاہ عبدالعزیز' شاہ رفیع الدین' شاہ عبدالقادر اور شاہ عبدالغنی) پیدا ہوئے جو ہندوستان میں دینِ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے ''ارکانِ اربعہ'' ہیں۔ ایک صاحبزادی امۃ العزیز بھی پیدا ہوئیں۔ ان کا عقد مولوی محمد فائق ابن مولانا محمد عاشق پھلتی سے ہوا۔ وہ صاحب اولاد تھیں۔ ان کا سلسلہ جاری رہا۔

سفرِ حرمین: شاہ صاحب نے دو مرتبہ فریضہ حج ادا کیا' اور حدیث شریف جسے آپ نے مولانا محمد افضل سیالکوٹی سے پڑھا تھا' اس کی سند شیخ ابوطاہر مدنی سے لی۔ شیخ ابوطاہر آپ کے فہم کے بڑے مداح تھے اور کہا کرتے تھے کہ ولی اللہ مجھ سے الفاظ کی سند لیتے ہیں اور میں ان سے معانی کی۔ شاہ صاحب کی علمی' فکری اور دعوتی وتجدیدی زندگی میں حجازِ مقدس کا سفر اور قیام ایک تاریخ ساز واقعہ ہے۔ حجاز کے اس طویل قیام میں جو ایک سال سے زیادہ رہا' ان کی ذہنی و علمی صلاحیت نے ارتقاء کی وہ منازل طے کیں جو بظاہر ہندوستان میں ممکن نہ تھیں اور اس کے لئے حرمین جیسی مرکزی و عالمی جگہ ہی درکار تھی۔

اسی زمانے میں شیخ محمد بن عبدالوہاب مدینہ منورہ میں بطور طالب علم وارد تھے۔ شاہ صاحب کی عمر اس وقت تیس سال کی تھی۔ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ شاہ صاحب سے ان کی ملاقات ہوئی' لیکن یہ امر قرینِ قیاس ہے کہ کئی ایسے بزرگ ہوں گے' جنہیں اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کے دونوں بڑے رہنما جانتے ہوں گے اور دونوں کے بعض اساتذہ مشترک ہوں۔ قیامِ مکہ معظمہ کے زمانے میں شاہ صاحب نے ایک خواب دیکھا' جس کے دوران میں خود رسول کریمؐ نے آپ کو یہ بشارت دی ''تمہارے متعلق ارادہ ہو چکا ہے کہ امتِ مرحومہ کے جتھوں میں سے کسی جتھے کی تنظیم تمہارے ذریعے کی جائے۔''

ہندوستان کو واپسی: استاد کو الوداع کہہ کر شاہ ولی اللہ نے ہندوستان کا رخ کیا اور 9 جولائی 1732ء کو اپنے وطن مالوف دہلی میں وارد ہوئے' لیکن اس وقت وطن اور اسلامی حکومت پر زوال و ادبار کی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔ ہر طرف سے دشمن' اور ان سے بدتر دوست نما دشمنوں کا ہجوم تھا۔ مرہٹے' سکھ' جاٹ' سادات بارہہ' نادر شاہ' اہل ہندوستان اور مخلوقاتِ الٰہی کے لئے ایک قہرِ عظیم بنے ہوئے تھے۔ ان حالات کے مشاہدے سے شاہ صاحب کے دل پر جو گزرتی ہوگی' اس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان علماء ومشائخ کے اس طبقے کا ہم خیال نہ تھا جو عالمانہ یا صوفیانہ مشاغل میں اس طرح مستغرق ہو جاتے ہیں کہ دنیوی ماحول ان کے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتا' اس خاندان کو علم و عرفان کی قوی کشش کے باوجود' سیاسی واقعات اور حالاتِ حاضرہ سے بڑا لگاؤ رہا ہے اور وہ قوم کے دُکھ درد میں برابر کے شریک رہے ہیں۔

خلافت ظاہری و باطنی: شاہ صاحب کو مادی اور دنیاوی چیزوں کی اہمیت کا احساس بھی تھا اور ساتھ ہی مذہبی اور دینی کاموں کی فضیلت کے بھی قدرداں تھے۔ اس بات کو انہوں نے اپنی تصنیف ''فیوض الحرمین'' میں نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کا کام جاری رکھنے والوں کے لئے دو راستے

ہیں۔ خلافتِ ظاہری اور خلافتِ باطنی اور دونوں اپنی اپنی جگہ مفید اور ضروری ہیں۔

لکھتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ کی زندگی امتِ مرحومہ کے لئے نیک نمونہ ہے۔ مثلاً خلافت ظاہری والوں کے جو جو شرعی حدود اور جہاد کے ساز و سامان کی تیاری اور سرحدی علاقوں کی ناکہ بندی وحفاظت' اور وفود کو اکرام وانعام دینے کی خدمت اور صدقات اور محصول مال گزاری وغیرہ کی وصولی' اربابِ استحقاق پر ان کی تقسیم' مقدمات کے فیصلوں' یتیموں کی نگرانی' مسلمانوں کے اوقاف کا انتظام' راستوں' سڑکوں اور مساجد وغیرہ کی تعمیر اور اسی قسم کے اور کاموں کے لئے مقرر ہیں۔ مسلمانوں میں جو ان مشاغل اور خدمات میں مصروف ہیں' ان کو میں خلافتِ ظاہری والوں کے نام سے موسوم کرتا ہوں۔

> ''جو لوگ باطنی خلافت والے ہیں یعنی جو اس کام پر مقرر ہیں کہ شرائع اور قانون اسلامی' قرآن اور سنن و آثار کی تعلیم دیں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں' وہ لوگ جن کے کلام سے دین کی تائید ہوتی ہے' خواہ وہ مناظرہ و مباحثہ کی راہ سے' جیسا کہ متکلمین اسلام کا حال ہے' یا وعظ و پند کے طریقے سے جیسا کہ اسلام کے مقررین اور خطیب' جس خدمت کو انجام دیتے ہیں یا وہ لوگ جو اپنی صحبت اور توجہ وہمت سے اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کرتے ہیں' جیسا کہ مشائخ صوفیہ کا حال ہے' اسی طرح جو نمازیں قائم کراتے ہیں' حج کراتے ہیں اور جو انسان (دوامِ حضور) کے حصول کی راہ لوگوں کو بتاتے ہیں اور زہد وتقویٰ کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں' ان کو ہم ''خلفاء باطنی'' کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔''

شاہ صاحب نے خود کو رسول کریم ﷺ کی خلافتِ باطنی کے لئے وقف رکھا۔ خلافتِ ظاہری کے لئے جو لوگ زیادہ موزوں ہوئے' وہ ان کی ہمت افزائی کرتے اور قوم کی مادّی و دنیاوی مشکلات کبھی ان کی نظر سے اوجھل نہ ہوئیں۔ لیکن ان کا اپنا راستہ دوسرا تھا۔ انہوں نے نہ صرف قرآن مجید کا فارسی ترجمہ اور درس و تالیف کتب حدیث سے قرآن وسنت کی وسیع اشاعت کا سامان کیا اور علوم اسلامی کی ترتیب وتنظیم وتدوین سے ہمارے لئے ایک بیش بہا علمی خزینہ مستقل یادگار چھوڑا' بلکہ اختلافی معاملات میں ایک ایسا معتدل راستہ اختیار کرکے' جس پر صوفی اور ملا' شیعہ اور سنی' حنفی اور حنبلی' معتزلہ اور اشاعرہ' وحدت الوجودی اور وحدت الشہودی (وجودی اور مجددی) متفق ہوسکیں' اسلامی ہندوستان کو ایک ایسا دینی اور علمی نظام عطا کیا جو اس ملک میں قومی شعار کی حیثیت حاصل کر سکتا تھا اور جس کے مروج ومقبول ہونے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک متفق علیہ مذہبی نظام کی بنیادوں پر ایک قوم کی تعمیر ہوسکی اور جدید اسلامی ہندوستان کا آغاز ہوا۔

مولانا شبلی نعمانی ''تاریخ علم الکلام'' میں لکھتے ہیں:

''ابن تیمیہ اور ابن رشد کے بعد' بلکہ خود انہی کے زمانے میں مسلمانوں میں جو عقلی تنزل شروع ہوا تھا' اس کے لحاظ سے یہ امید نہ رہی تھی کہ پھر کوئی صاحبِ دل و دماغ پیدا ہوگا' لیکن قدرت کو اپنی نیرنگیوں کا تماشا دکھانا تھا کہ اخیر زمانے میں جبکہ اسلام کا نفس باز پسیں تھا' شاہ ولی اللہ جیسا شخص پیدا ہوا جس کی نکتہ سنجیوں کے آگے غزالی' رازی اور ابن رشد کے کارنامے بھی ماند پڑ گئے۔''

قرآن مجید کا ترجمہ: آپ کا سب سے اہم اور بڑا کارنامہ قرآن مجید کا فارسی ترجمہ ہے۔ ہندوستان میں بہت کم لوگ عربی جانتے تھے۔ دفتری اور تعلیمی زبان فارسی تھی' لیکن اس زبان میں قرآن مجید کا کوئی ترجمہ رائج نہ تھا۔ چنانچہ عام تعلیم یافتہ مسلمان گلستان و بوستان سعدی اور شاہنامہ فردوسی تو پڑھتے اور سمجھتے' لیکن قرآن مجید سے ناواقف رہے۔ پرانے علماء اور خواص میں سے اگر کسی نے قرآن مجید پڑھا تو ناظرانہ' یعنی مفہوم ومعانی سمجھنے اور اس کی روح وتعلیمات سے فیض یاب ہوئے بغیر۔ اکبر بادشاہ کے دربار میں جب مسلمان علماء اور پرتگیزی مبلغین میں مباحثے ہوئے اور انہوں نے کلام مجید کے بعض حصوں پر اعتراض لکھے تو اس وقت پتا چلا کہ مسلمان واقعی عربی زبان نہ جاننے کی وجہ سے قرآن مجید سے نابلد تھے۔ چنانچہ شاہ صاحب نے قرآن مجید کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا۔ جب علماء کو اس کا پتا چلا تو تلواریں سونت کر آ گئے کہ یہ کلام مجید کی انتہائی بے ادبی ہے۔ اس مخالفت کی وجہ سے شاہ صاحب کی جان اس طرح خطرے میں پڑ گئی کہ انہیں کچھ عرصے کے لئے دہلی سے جانا پڑا۔ لیکن بالآخر شاہ صاحب کی جرات اور فرض شناسی کامیاب ہوئی۔ انہوں نے لوگوں کو سمجھایا کہ کلام اللہ اس لئے نہیں آیا کہ اسے ریشمی جزدانوں میں لپیٹ کر طاق پر تبرکاً رکھا جائے یا جس طرح دوسری قومیں منتر پڑھا کرتی ہیں' ہم اسے طوطے کی طرح سمجھے بغیر پڑھ دیں۔ یہ کتاب انسانی زندگی کے متعلق اہم ترین حقائق کو بے نقاب کرتی ہے۔ یہ مسلمان کا دستور العمل ہے۔ اس کے لئے رائج الوقت زبانوں میں اس کا ترجمہ ضروری ہے۔ چنانچہ آہستہ آہستہ مخالفت کم ہوئی اور نہ صرف شاہ صاحب کے ترجمے نے رواج پایا' بلکہ اردو اور دوسری زبانوں کے ترجموں کی راہ ہموار ہوگئی۔

تصانیف: قرآن مجید کے فارسی ترجمے کے علاوہ حدیث' اصولِ فقہ' اجتہاد وتقلید' تصوف' کلام' تاریخ' سیرت' اسرار شریعت' اصلاحِ معاشرت وغیرہ کے موضوعات پر بے اندازہ فکری وتصنیفی کام کیا۔ یہاں خاص خاص تصانیف کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے:

(1) فوز الکبیر: اصولِ تفسیر میں مختصر لیکن پرمغز رسالہ' یہ فارسی زبان میں ہے۔

(2) حجۃ اللہ البالغہ (عربی): فقہ' اسرارِ شریعت اور تصوف کے علاوہ احادیث کے ایک اہم ذخیرے کی علمی وعقلی تشریح ہے۔ فقہ وحدیث' عقائد وعبادات' معاملات ومناکحات' حکمت وسیاست' اخلاق ومعاشرت اور تمدن ومعیشت کے مباحث بھی شاملِ کتاب ہیں۔ عرب ملکوں کے علاوہ اس کے متعدد اردو ترجمے بھی چھپ چکے ہیں۔

(3) شرح تراجم امام بخاری (عربی) امام بخاری نے صحیح بخاری میں احادیث پر جو عنوان قائم کئے ہیں' ان کا حل اور دیگر فوائد بھی۔

(4) الاربعین: (عربی) حضرت علیؓ سے ایک ہی سند سے مروی چالیس احادیث' متعدد اردو ترجمے طبع ہو چکے ہیں۔

(5) ازالۃ الخفا: (فارسی) خلفائے راشدین کی خلافت کے اثبات پر مبسوط کتاب ضمناً اسلام کے اصولِ عمرانی ونظریۂ سیاست پر سیر حاصل بحث کی ہے۔

(6) فیوض الحرمین: (عربی) زمانۂ قیامِ حجاز کے مشاہدات و تجربات' نیز علم الکلام اور تصانیف کے مباحث پر مشتمل ہے۔

(7) الخیر الکثیر (عربی) فلسفۂ طبیعیات' تصوف اور حکمت الاشراق کے مباحث پر مشتمل ہے۔ اس میں معرفت ذات' اسمائے الٰہی کی حقیقت' وحی کی حقیقت وغیرہ کی تشریح کی گئی ہے۔ چار عظیم فرزند اور سینکڑوں تصانیف اور ہزاروں عقیدت مند سوگوار چھوڑ کر شاہ ولی اللہ 10 اگست 1762ء کو راہیٔ ملکِ عدم ہوئے۔ ان کی زندگی کا وہ پہلو' جو تجدید و احیائے ملت اسلامیہ کی تاریخ سے تعلق رکھتا ہے' آئندہ قسط میں ملاحظہ فرمائیے (جاری ہے)

بقیہ: آدابِ معاشرت

بس ہر آدمی کو یہ چاہئے کہ وہ حرام سے بچے اور اپنے گھر والوں' بیوی اور بچوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور انہیں حلال ہی کھلائے۔ اور ان کو ان کی دینی ذمہ داریاں سمجھا اور سکھا دے اور انہیں ایسی تربیت دے کہ دوسرے دیکھنے والے بھی اسے دیکھ کر خوش ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے راضی ہوں پھر یہ خود اور اس کے بیوی بچے سب کے سب جنت کے اعلیٰ مقام میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے عیش و آرام میں رہیں۔

الکفر ملة واحده

رعنا ہاشم خان

دوسری جنگِ عظیم کے بعد سے لے کر اب تک عودی عرب تیل کی سپلائی کا مستحکم ذریعہ مانا جاتا رہا ہے اور جہاں تیل کا معاملہ ہوتا ہے وہاں امریکہ کی تیل کمپنیاں شکاری کتے کی مانند گھات لگائے بیٹھی ہوتی ہیں۔ عراق پر حملہ بھی مہلک ہتھیاروں کی روک تھام کے لئے نہیں بلکہ تیل کے لئے کیا جا رہا ہے۔ طرفہ تماشہ یہ ہے کہ جن ہتھیارو ں کے "شبے" میں عراق کو سزا دی جا رہی ہے وہ تمام ہتھیار تو اسرائیل کے پاس بھی ہیں لیکن اسکے پاس تیل نہیں ہے لہٰذا اسکے معائنے کی صدائے احتجاج کہیں سے بلند نہیں ہو رہی۔ مشرقِ وسطیٰ کے تیل کے ذخائر پر امریکہ کے آئل مین جارج بش اور اس کی کابینہ کا قبضہ کرانے کے لئے جس پل کو عبور کرنا ہوگا اس کا راستہ علی بابا اور مرجینا کے بغداد سے ہو کر جاتا ہے۔ اس لئے عراق کو قبضے میں لینا امریکی پالیسی کا فرسٹ اسٹیپ ہے۔ امریکی حکمتِ عملی یہ ہے کہ سب سے پہلے عراق کو قابو کیا جائے اس کے بعد ارب پتی شیخوں کے وطن سعودی عرب میں فری میسن کے نئے نظام اور نئے مذہب کو نافذ کیا جائے۔

1258ء میں منگول حکمراں ہلاکو خان نے خلافتِ عباسیہ کے پایہ تخت بغداد کو فتح کیا۔ صلیب کے نام پر 40 روز تک قتلِ عام کیا گیا، 16 لاکھ بدنصیب مرد، عورتیں اور بچے زیرِ تیغ آئے، صدیوں سے محفوظ خزانے منگولوں کا نصیب بنے غرض کہ بغداد کی زمین اس قدر سرخ کی گئی کہ مورخین کے مطابق گھوڑوں کے گھٹنوں تک اس خون کی سرخی دیکھی گئی اور دجلہ کا پانی کتابیں پھینک کر اور عالمِ اسلام کا مقدر خلافت چھین کر سیاہ کیا گیا۔ خلافت عباسیہ کا اختتام ہی فری میسن کا آغاز تھا۔ فری میسن جس کے لفظی معنی ہیں ""آزاد معمار کا بگاڑا ہوا" ایک خاص عقیدے کا فرقہ ہے جو عالمگیر برادری پر مشتمل ہے اور اس کے رسم و رواج اور طور طریقے انتہائی خفیہ ہوتے ہیں۔ یہ باہمی اتحاد اور بھائی چارے کا دم بھرتا ہے۔ شائد اسی لیئے فری میسن کا لفظ لاطینی زبان سے لیا گیا ہے جس کا مطلب ہے آزاد بھائی! بظاہر یہ ایک سوشل آرگنائزیشن ہے جسکے گھناؤنے چہرے پر کئی نقاب پڑے ہوئے ہیں۔ جن کے پیچھے یہ دنیا بھر کی سیاست، معاش اور معاشرت پر تسلط جمائے ہوئے ہیں۔ چونکہ اس میں ہر مذہب اور فرقے کے افراد بلا امتیاز شمولیت اختیار کر سکتے ہیں' لہٰذا کئی اسکالرز نے اس کو تمام مذاہب کا ملغوبہ قرار دیا ہے۔ خود فری میسن کا کہنا ہے کہ ہم سب مل کر ایک یونیورسل یعنی ہمیشہ قائم رہنے والا لافانی نظام اور مذہب قائم کرنا چاہتے ہیں۔ نیو ورلڈ آرڈر بھی انہی کی اختراع ہے اور یہ مسلسل نیو ورلڈ سسٹم اور نیو ورلڈ ریلیجن کے نفاذ کے لئے کوشاں ہیں جو کہ ایک دجالی سسٹم ہوگا اور دنیا کی تاریخ کا سب سے شیطانی نظام بن کر نافذ ہوگا۔ اس میں ہر طرح کی اباحیت' لاقانونیت' فحاشی' شیطان کی پوجا' جرائم اور منشیات کا دور دورہ اور قلم کا فتنہ سر چڑھ کر بولے گا' اس کا ثبوت احادیث میں بھی ملتا ہے۔ یو این او میں تقریباً ہر مرتبے اور عہدے پر فائز افراد، امریکہ کے اب تک آنے والے تمام صدر، سیکولرسٹ، سوشلسٹ شخصیتوں کے ساتھ ساتھ ملٹی نیشنل کمپنیوں کے مالک' بڑے بڑے بزنس مین' شوبز کے افراد' سنگرز' انٹرٹینمنٹ اور فیشن انڈسٹریز فری میسن ہی کے کرتا دھرتا ہیں۔ اسلام آباد سمیت دنیا کے سینکڑوں شہروں میں ان کے چرچ موجود ہیں جہاں شیطان کی پوجا کی جاتی ہے۔ اس وقت یہ دجالی فتنہ بطورِ ایک عالمی معاشی اور معاشرتی شکل کے ہر طرف مصروفِ عمل ہے۔ مسلم ممالک کی سیاست، معاشرت، معیشت، دفاع یہاں تک کہ ان کی بقا یہ نظام رہن رکھ لینا چاہتا ہے۔

ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ الکفر ملة واحده۔ آج یہودیوں کی چال اور صلیب کا کمال اس فائنل دجال ہی سے مربوط ہے جس کی آمد کی خبر ہمیں احادیث میں دی گئی ہے۔ اسکے ظہور سے پہلے اس کے لئے جو راہ ہموار کی جا رہی ہے اور جو اسٹیج سجایا جا رہا ہے وہ امریکی معیشت کے استحکام کا مرہون منت ہے۔ کہا جاتا ہے کہ امریکہ میں معاشی پہیہ چالیس سال تک ایک سمت میں گھومتا ہے اور پھر اپنا رخ موڑ لیتا ہے۔ اس وقت امریکی سرمایہ داروں کا ڈراؤنا خواب یہی ہے کہ کہیں یہ پہیہ جام نہ ہو جائے لہٰذا اس کو گھمائے رکھنے کے لئے جلد ہی امریکہ کی دیرینہ خفیہ پالیسی کھل کر سامنے آ جائے گی کہ سعودیوں سے تیل لینا ہی نہیں بلکہ مفت میں لینا ہے۔ اور اس کے لئے سعودی تیل پر امریکی رادھا تب تک ناچنا چاہتی ہے جب تک گھنگھرو نہ ٹوٹ جائیں۔

ان حالات میں ہم کیا کر سکتے ہیں اس سوال کا جواب امیرِ تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید کے اس خطاب سے ملتا ہے کہ ""ایک طرف احیائے اسلام کا عمل جاری ہے تو دوسری طرف دجالی فتنہ عروج پر ہے اور کفر کی قوتیں اسلام کو کچلنے پر تلی ہوئی ہیں۔ ان حالات میں فریضۂ اقامتِ دین کی جدوجہد پھولوں کی سیج نہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے سبق کو تازہ کریں۔ کیونکہ حالات کتنے ہی ناموافق کیوں نہ ہوں ہمیں اپنے فرائضِ دینی کو ادا کرتے رہنا ہے۔ ہم نے جس کام کا بیڑہ اٹھا ہے وہ دجالی و ابلیسی قوت کو چیلنج کرنے کا ہے۔ ابلیس کو اصل خطرہ صرف ان لوگوں سے ہے جو اللہ کے دین کو قائم و غالب کرنا چاہتے ہیں۔"

اس وقت ہم انتہائی کڑے دور سے گزر رہے ہیں جس میں خوف، غیر یقینی اور فکر شامل ہے۔ ایسے وقت میں ضروری ہے کہ ہم مکمل طور پر اللہ کی طرف مڑ جائیں کہ صرف وہ ہی ہمارا حامی و ناصر ہے۔ ہماری دعا ہونی چاہئے کہ ﴿ **اللھم انا نجعلک فی نحورِ ھم و نعوذ بک من شرورِ ھم** ﴾ یا اللہ! ہم آپ کو ان کے مقابلے میں رکھتے ہیں' اور ان کے شر سے آپ کی پناہ مانگتے ہیں۔

اعلان منسوخی

بعض وجوہات کی بناء پر ایوان اقبال لاہور میں

30 مارچ 2003ء بروز اتوار صبح 9 بجے ہونے والی

خلافت کانفرنس

غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کر دی گئی ہے

المعلن: ناظم اعلیٰ تحریک خلافت پاکستان

کلوننگ اور اس سے متعلقہ مسائل کی شرعی حیثیت

(آخری قسط)

حافظ مبشر حسین لاہوری

انسانی کلوننگ کی شرعی حیثیت

بلاشبہ کلوننگ ایک سائنسی تحقیق ہے جسے کلی طور پر حرام کہا جاسکتا ہے نہ حلال اور جائز۔ اگر اسے انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے شرعی مقاصد کے تحت استعمال کیا جائے تو پھر اس کے جواز میں اختلاف ممکن نہیں۔ لیکن اگر اسے شرعی حدود و قیود سے تجاوز کر کے بروئے کار لایا جائے تو پھر اس کی ناجائز ہونے پر دو رائے نہیں ہوسکتیں۔ انسانی کلوننگ کی جائز اور ناجائز صورتوں کی وضاحت درج ذیل ہے۔

انسانی کلوننگ کی جائز صورت

جس طرح سرعت انزال یا مادہ تولید کی کمزوری کے شکار مرد کے مادہ کو از راہ علاج مصنوعی طریقہ سے اس کی بیوی کے رحم میں داخل کرنے یا پھر عورت میں کسی مرض اور نقص کی وجہ سے اس کا بیضہ اور مرد کا نطفہ ٹیوب میں بارآوری کے بعد دوبارہ اسی عورت کے رحم میں منتقل کرنا بانجھ پن کا علاج ہونے کے ناطے شرعی اعتبار سے جائز ہے بشرطیکہ مذکورہ مصنوعی طریقے میاں بیوی کے مابین اپنائے جائیں اور وہ بھی اس وقت جب فطری طریقے میں انہیں ناکامی کا سامنا ہو۔ اسی طرح اگر کسی عورت کے خاوند کا مادہ تولید پیدائشی یا حادثاتی طور پر پیدا ہی نہ ہوتا ہو تو اس کے مادہ تولید (جنسی خلیے) کی جگہ جسم کے کسی بھی مناسب حصے سے غیر جنسی خلیہ حاصل کر کے اس کی بیوی کے حاصل کردہ بیضہ سے بارآور کر کے اسی بیوی کے رحم میں منتقل کر کے بچے کی پیدائش کو یقینی بنانے میں کوئی شرعی قباحت نہیں کیونکہ میاں بیوی کے خلیوں کے ساتھ بارآوری کرانے میں نہ زنا کا کوئی شائبہ ہے اور نہ ہی نسب کے اختلاط کا مسئلہ۔ بلکہ یہ ایک بانجھ شخص کے لئے کامیاب طریقہ تولید ثابت ہو جانے کی وجہ سے نعمت غیر مترقبہ ہے کہ اس طریقہ علاج سے اسے اولاد حاصل ہو جائے۔ لیکن یاد رہے کہ ایسا انتہائی مجبوری اور بیماری کی صورت میں کیا جائے اور اگر کوئی شادی شدہ جوڑا اپنی مجبوری کے باوجود بانجھ رہنے پر راضی ہوں تو بہر حال یہ ان کی صوابدید پر موقوف ہے۔ مذکورہ جائز صورت میں درج ذیل شرعی احکام مرتب ہوں گے:

i) ایسا بچہ جائز اور ثابت النسل ہوگا۔

ii) رضاعت وحضانت اور وراثت وغیرہ کے حوالے سے دوسرے بچوں کی طرح یہ بھی پورا حق دار ہوگا۔

iii) اگر اس مرد نے ایسی حالت میں بیوی کو طلاق دی کہ ان کے خلیوں کا مصنوعی ملاپ نہیں کرایا گیا تھا تو دوران عدت یا بعد از عدت رجوع کے بغیر ان کا اختلاط جائز نہیں۔

iv) اگر طلاق سے پہلے ان خلیوں کا مصنوعی اختلاط ہو چکا ہو تو بعد از طلاق عدت ختم ہونے سے پہلے وہ عورت اس بارآور بیضہ کو اپنے رحم میں رکھوا سکتی ہے۔

v) اگر خاوند خلیہ دینے کے بعد فوت ہو جائے تو اس کی بیوی عدت کے اندر اندر اس خلیہ کو بارآور کروانے اور اپنے رحم میں رکھنے کی مجاز ہے بعد از عدت ہرگز نہیں۔

vi) فوت شدہ خاوند کے مردہ جسم سے اس نیت کے ساتھ خلیہ حاصل کرنا درست نہیں کہ اسے اس کی بیوہ کے لئے قابل استعمال بنایا جاسکے۔

vii) مصنوعی طریقہ سے حاصل شدہ خلیوں کو بلا عذر شرعی ضائع کرنے یا ضائع کروانے والے تعزیر کے مستحق ہیں۔

viii) اگر ایسے بانجھ مرد کی زیادہ بیویاں ہوں تو اس کے جسمانی خلیے بیک وقت دیگر بیویوں کے لئے بھی استعمال کئے جاسکتے ہیں۔

ix) کلوننگ میں چونکہ تذکیر و تانیث کا انتخاب ممکن ہے اس لئے حسب ضرورت اس انتخاب سے مستفید ہونے میں کوئی حرج نہیں مگر محض اسی مقصد کے لئے تندرست جوڑے کا کلوننگ کروانا جائز نہیں۔

انسانی کلوننگ کی ناجائز صورتیں

گزشتہ جائز صورت کے علاوہ انسانی کلوننگ کی باقی ہر صورت ناجائز ہے۔ مثلاً:

i) ایک ہی عورت کے دو طرح کے خلیے لے کر کلوننگ کرنا اور اسی عورت کے رحم میں بارآور بیضہ منتقل کر کے بچہ پیدا کروانا۔ یہ اس لئے ناجائز ہے کہ اس میں عورت کے خاوند کا خلیہ شامل نہیں جبکہ شریعت نے اولاد کے حصول کے لئے شادی (قانونی خاوند) کی شرط عائد کی ہے جو مذکورہ صورت میں مفقود ہے۔

ii) دو عورتوں کے الگ الگ خلیوں کو بارآور کر کے ان میں سے ایک عورت کے رحم میں رکھ کر پیدائش کرانا۔ یہ اس لئے ناجائز ہے کہ اس میں "ماں باپ" کی بجائے "ماں ماں" شامل ہیں حالانکہ شریعت صرف اسی بچے کو حلال اور ثابت النسل تسلیم کرتی ہے جو میاں بیوی دونوں کے خلیوں سے حاصل ہو۔

iii) ایسے مرد و زن کے خلیوں کا اختلاط کرانا جو آپس میں شادی شدہ نہیں۔ یہ اس لئے ناجائز ہے کہ اس میں شبہ زنا' اختلاط نسب اور وراثت وغیرہ کے مسائل پیدا ہوتے ہیں اور معاشرتی نظام کے درہم برہم ہونے کا شدید خطرہ ہے۔ اگر بالفرض کوئی مرد یا عورت ایسا کر بیٹھے تو ان پر حد زنا تو نافذ نہیں ہوسکتی (کیونکہ حد زنا کے لئے جسمانی تلذذ بھی ضروری ہے جو یہاں موجود نہیں) البتہ شبہ زنا کی وجہ سے وہ تعزیری سزا کے ضرور مستحق ہیں۔

حضرت حوا اور حضرت مریم سے غلط استدلال

بعض حضرات انسانی کلوننگ کی ہر صورت مطلق طور پر حلال قرار دیتے ہوئے "تخلیق حضرت حوا اور تخلیق عیسیٰ" سے غلط استدلال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا کو حضرت آدمؑ کی پسلی سے پیدا کیا لہٰذا ان کی پیدائش میں بھی کوئی جنسی خلیہ شامل نہیں ہوگا اور کلوننگ میں بھی جنسی خلیوں کو بروئے کار لائے بغیر انسانی تخلیق ممکن ہے۔ لہٰذا حضرت حوا تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ ہے اور انسانی کلوننگ سائنسی تحقیقات کی ترقی یافتہ شکل ہے۔ اس لئے اس کی ہر صورت جائز ہے۔ اسی طرح حضرت مریمؑ کے حوالہ سے یہ بات پیش کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اکیلی مادہ (یعنی کنواری حضرت مریمؑ) سے حضرت عیسیٰؑ کو پیدا کر دکھایا جبکہ ان کی پیدائش میں جنسی اختلاط ہرگز نہیں ہوا۔ لہٰذا اول تو کلوننگ کی ہر صورت جائز ہونی چاہئے کیونکہ ان میں بھی جنسی اختلاط نہیں ہوتا اور دوسرا یہ کہ بغیر نر کے صرف ایک ہی مادہ کے دو خلیوں کے اختلاط سے کلوننگ خصوصی طور پر جائز ہونی چاہئے کیونکہ حضرت عیسیٰؑ بھی بغیر باپ کے صرف حضرت مریم ہی سے پیدا ہوئے تھے۔

مذکورہ بالا دونوں واقعات میں دور حاضر کی کلوننگ کی روشنی میں بہت سے پہلو اجاگر ہوتے ہیں۔ جن پر بحث سے پہلے ہم انسانی کلوننگ کے حوالہ سے اپنے موقف کا اعادہ کر دیتے ہیں کہ "انسانی کلوننگ کی تمام صورتیں کلی طور پر نہ حرام ہیں نہ ہی کلی طور پر حلال۔ البتہ اب تک کی تحقیقات کی روشنی میں انسانی کلوننگ کی صرف دو صورت

حلال اور مباح ہے جس میں ازراہ مجبوری میاں بیوی دونوں کے خلیوں کا اختلاط کر کے ''کلون'' (نومولود) حاصل کیا جائے جبکہ اس کے علاوہ انسانی کلوننگ کی باقی صورتیں سراسر ناجائز اور حرام ہیں''۔ (ان کی وجوہات گزر چکی ہیں) اب ہم مذکورہ واقعات کے چند نمایاں پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں۔

1) حضرت حوا کی آدمؑ کی پسلی سے اور حضرت عیسیٰؑ کی بغیر باپ سے تخلیق (اور اسی طرح حضرت آدمؑ کی بغیر باپ و ماں کے تخلیق) کا قرآنی نظریہ جو ایک عرصہ سے معتزلی افکار کے حامل حضرات کی موشگافیوں اور تاویلوں کا تختہ مشق بنا ہوا تھا' چلو ''کلوننگ'' کی ایجاد کے بعد اپنی ظاہری صورت ہی پر حق ثابت ہوگیا۔ لہٰذا تاویلات کا دروازہ کھولنے والوں کو اب اپنے موقف سے رجوع کر لینا چاہئے۔

2) مذکورہ واقعات کو کلوننگ کی شکل قرار دینا کلوننگ کے پس وتہہ منظر سے ناواقفیت پر مبنی ہے کیونکہ حضرت آدمؑ کے خلئے سے اگر حوا کا کلون بنایا جاتا تو کلون مذکر ہونا چاہئے تھا جبکہ حضرت حوا مؤنث تھیں۔ اسی طرح حضرت مریمؑ کے خلیہ سے اگر کلون بنایا جاتا تو وہ مؤنث ہونا چاہئے تھا جبکہ حضرت عیسیٰؑ مذکر تھے۔ اس لئے مذکورہ بالا واقعات کو کلوننگ قرار دینا محل نظر ہے۔

2) مذکورہ بالا واقعات معجزاتی قبیل سے ہیں اور معجزہ پر عام مسائل کو قیاس کرنا درست نہیں۔ اس لئے کہ قیاس کی صورت میں یا تو قیاس فاسد ہوگا یا پھر معجزہ کے معجزہ ہونے میں شک پیدا ہو جائے گا۔ اس لئے حضرت مریمؑ کے واقعہ سے یہ جواز نکالنا کہ بغیر شوہر کے اکیلی عورت کے خلیوں کے اختلاط سے کلون بنانا درست ہے' درست نہیں۔ کیونکہ از روئے شریعت وہی بچہ ثابت النسل ہوگا جس کی پیدائش میں میاں بیوی کے جنسی خلئے استعمال ہوئے ہوں یا پھر ازراہ مجبوری غیر جنسی خلئے استعمال کئے گئے ہوں۔ بشرطیکہ وہ خلئے میاں بیوی کے ہوں کسی ''غیر'' کے خلیے کا استعمال نہ کیا گیا ہو اور صرف ایک عورت یا دو عورتوں کے خلیوں ہی سے کلون بھی نہ کیا گیا ہو۔

4) حضرت مریمؑ کے حوالہ سے بعض لوگ اس شش و پنج میں ہیں کہ ایک ہی عورت سے بغیر شوہر کے کلون ممکن نہیں کیونکہ یہ پیدائش عیسیٰؑ کے معجزہ کو چیلنج کرنے والی بات ہے اور معجزہ کا تاقیامت توڑ ممکن نہیں۔ حالانکہ مذکورہ شبہ غلط فہمی سے پیدا ہوا ہے۔ اس لئے کہ اول تو معجزے کا توڑ یہاں نہیں کیا گیا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے قدرتی طور پر صرف ''کن'' فرما کر بچہ پیدا کر دکھایا اور کلون کرنے والے تو مصنوعی طریقوں سے پہلے خلئے حاصل کرتے ہیں پھر ان میں بارآوری کرواتے ہیں پھر دوبارہ رحم میں منتقل کرتے ہیں اور یہ سب کچھ لمبے چوڑے مصنوعی طریقوں پر مشتمل ہوتا ہے پھر اسے قدرتی طریقہ پیدائش پر کس طرح قیاس کیا جا سکتا ہے؟

اسی طرح بعض معجزات خاص اپنے دور کے لئے ہوتے ہیں کہ اس وقت کوئی ایسا کام کر دکھایا جاتا ہے جس کے وسائل پیدا ہی نہیں ہوئے ہوتے اور بعد میں اگر کسی دور میں وہی کام کسی وسیلہ و ذریعہ سے کر دیا جائے تو گزشتہ معجزہ میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

کیا کلوننگ خالقیت کے مترادف ہے؟

انسانی کلوننگ کی جائز و ناجائز صورتوں کی تفصیلات کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس شبہ کا بھی ازالہ کر دیا جائے جو کلوننگ کے پس منظر سے ناواقف اکثر حضرات کے ذہنوں میں پیدا ہو رہا ہے کہ شاید کلوننگ کا سائنسی طریقہ کار اللہ تعالیٰ کی قدرت و خالقیت میں مداخلت کرنے کی وجہ سے شرک کے زمرے میں آتا ہے۔ حالانکہ کلوننگ نہ تو خالق کی خالقیت میں دخل اندازی ہے اور نہ ہی اس طرح انسان ''خالق'' بن جاتا ہے کہ اسے خدا کا شریک ہونے کا دعویدار قرار دیا جانے لگے بلکہ کلوننگ محض ایسا سائنسی طریق کار ہے جس میں پہلے سے تخلیق کردہ چیزوں کو ترتیب دے کر کسی اور چیز کا حصول متوقع بنایا جاتا ہے نہ کہ کسی نئی چیز کو از خود تخلیق کیا جاتا ہے۔ کلوننگ کے پس منظر میں اسے آپ یوں سمجھئے کہ جب سائنس دانوں نے طویل ترین تحقیقات کے بعد قدرت کے اس راز کا سراغ لگا لیا کہ عمل تولید کے دوران نر و مادہ دونوں طرف سے ایک ایک خلیہ وہ لیتا ہے جن کے مرکزوں میں الگ الگ جینیاتی مادہ ہوتا ہے اور انہی خلیوں کے فطری ملاپ کے بعد عمل تولید شروع ہوتا ہے جو نر و مادہ سے ملتے جلتے نئے جاندار کو وجود بخشنے پر منتج ہوتا ہے۔ قدرت کے اس راز کے انکشاف کے بعد سائنس دانوں نے مزید تحقیقات کیں تو انہیں معلوم ہوا کہ کسی بھی جاندار کے جسم کے دیگر (غیر جنسی) خلیوں میں بھی وہی کیمیائی عمل جاری ہے جو ان کے نر و مادہ کے مادہ تولید یا جنسی خلیوں میں پایا جاتا ہے۔ پھر عملی طور پر غیر جنسی خلیوں کے مصنوعی ملاپ کے بعد سائنس دانوں کا تصور و تخیل حقیقت میں بدل گیا اور یوں وہ پودوں جانوروں سے ہوتے ہوئے انسانی کلوننگ کے موجودہ طریقہ تولید تک کامیاب ہوتے چلے آئے۔

سائنس دانوں کے مذکورہ انکشافات اور خلیوں کی مصنوعی ترتیب کے بعد عمل تولید کی نئی شکلیں پیش کرنے سے بھلا خدا کی خالقیت میں کیا فرق آیا ہے؟ یا یہ کہ اس طرح سے کیا سائنس دان خالق بن گئے ہیں؟ ہرگز نہیں!

بلکہ خالق تو وہ تب بن سکتے تھے کہ جب وہ خلیوں کو از خود عدم سے وجود میں لاتے اور ان میں موجود کروڑوں جرثوموں کو خود ہی پیدا کر دکھاتے' لیکن دنیا بھر کے تمام سائنسدان مل کر بھی ایک خلیہ بلکہ اس میں موجود کروڑہا جرثوموں میں سے ایک جرثومہ بھی پیدا نہیں کر پائے نہ تاقیامت وہ ایسا کر سکتے ہیں۔ اس کا خود انہیں اعتراف ہے۔ اس لئے نہ وہ خالق (پیدا کرنے والے) ہیں نہ باری اور نہ ہی مصور بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ مخلوق (خلیوں) کی ترتیب کو حسب ضرورت ''آگے پیچھے'' کرنے سے زیادہ کوئی قدرت نہیں رکھتے۔ اور اگر وہ یہ کام شرعی حدود کے تحت کریں تو یہ نہ صرف جائز ہوگا بلکہ انسانیت کی خدمت قرار پائے گا اور اگر وہ شرعی حدود سے تجاوز کرنے لگیں تو پھر وہ خدا کی عدالت میں مجرم قرار پائیں گے۔

انتقال پرملال

تنظیم اسلامی نارتھ امریکہ کے سینئر رفیق خالد بیگ جو ان دنوں پاکستان آئے ہوئے تھے قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ رفقاء واحباب سے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ **اللھم اغفرلہ وارحمہ**

دعوت فکر

کل جب آپ کچھ نہ تھے

مولانا عبدالماجد دریابادی

کل جب آپ کچھ نہ تھے اور وہ سب کچھ تھی۔ اسی نے اپنا جسم گھلا گھلا کر اور اپنا خون پلا پلا کر آپ کو 'کچھ نہیں' سے ''کچھ'' بنا دیا۔ آج آپ اپنے دور کے عزیز ترین دوستوں بلکہ اجنبیوں اور بیگانوں تک کی پروا کرتے ہیں' لیکن ایک نہیں پروا کرتے تو اسی ماتا کی ماری کی اسی محبت کی دیوانی کی!

مانا کہ آپ ایک اچھے شاعر ہیں' مانا کہ آپ ایک پُرزور مقرر ہیں' مانا کہ آپ ایک اعلیٰ مصنف و صاحب قلم ہیں' مانا کہ آپ کونسل کے ممبر ہیں' مانا کہ آپ ایک مقتدر عہدہ دار ہیں' مانا کہ آپ کی علمی قابلیت کی شہرت سارے ملک میں ہے' مانا کہ عزت اور شہرت و دولت کے لحاظ سے آپ وہ سب کچھ ہوگئے جو ہونا چاہتے تھے ـــ مگر جھوٹے موتیوں کی یہ ساری جگمگاہٹ آپ کے باطن کو پُرنور نہیں بنا سکتی۔ جنت کی نورانیت کی اگر تلاش ہے اور اس نور کی جستجو ہے پر حور و ملائک بھی رشک کریں' تو وہ ماں اور صرف ماں ہی کے قدموں کے نیچے ہے! حنفیت و وہابیت اور صوفیت ونجدیت کے مناقشے ممکن ہے کہ آپ کو کسی ایک فریق کی سرداری دلا دیں' لیکن جنت کا سیدھا راستہ ماں ہی کے قدموں کے نیچے ہو کر ہے! (ماخوذ از ''سچی باتیں'' صفحہ ۱۲۷)

''عالم اسلام کے خلاف یہودی عزائم''

نئی کتاب کا تعارف

زیر نظر کتاب کا اصل عنوان ہے: ''عالمی طاغوتی کھیل میں مکر و فریب کا راج۔'' یہ جناب طارق مجید صاحب کموڈور پاکستان نیوی (ریٹائرڈ) کی برسوں کی تحقیقی کاوش کا نتیجہ ہے۔ اس کے ناشر ہیں: ''مرکز افشائے فتنہ ہائے طاغوت' لاہور۔'' ہمیں تبصرے کے لئے جماعت اسلامی' حلقہ ماڈل ٹاؤن لاہور کے ناظم جناب قاسم خان نے بھیجی ہے۔

یہ کتاب سات ابواب پر پھیلی ہوئی ہے: پہلے باب میں عالمی صیہونی تنظیم ''ڈبلیوزیڈاو'' اور زنجری یعنی زائنسٹ انٹرنیشنل جیوری کی فتنہ گری اور دہشت گردی کا نقشہ پیش کیا گیا ہے۔ اسی نقشے کے بین الاقوامی تناظر میں پاکستان میں قتل ہونے والے امریکی صحافی ڈینیل پرل کے ''ڈنگ مار کیس'' کا مکر و فریب فاش کیا گیا ہے۔ تیسرے باب میں 11 ستمبر کی واردات کو صیہونی عزائم کا شاخسانہ ثابت کیا گیا ہے۔ چوتھے باب سے لے کر ساتویں باب تک پاکستان اور بھارت کے باہمی تعلقات میں صیہونی چالوں اور فتنہ انگیزی کے اندرونی رازوں پر سے پردہ ہٹایا گیا ہے۔ سارک' الماتے' ایشیائی کانفرنس اور ایسی ہی دوسری کانفرنسوں میں صیہونیت کی خفیہ سازشوں کی نقاب کشائی کی گئی ہے۔ یہاں قارئین کرام سے استفادہ کے لئے عالم اسلام کے خلاف ان صیہونی عزائم کا خلاصہ پیش کیا جا رہا ہے' جن کی نشان دہی فاضل مصنف نے کی ہے:

● تمام مسلم ممالک کو امریکی جنگ کا ہدف بنانا۔ جس طرح افغانستان کو امریکی اور برطانوی متحدہ طاقت سے تباہ کرا کے وہاں امریکی فوج کا قبضہ کرایا گیا ہے' اسی طرح بڑے بڑے مسلم ملکوں خصوصاً عراق' ایران' سعودی عرب' پاکستان' مصر' شام' سوڈان' لیبیا' انڈونیشیا اور یمن کو دہشت گردوں کو تحفظ دینے یا ایٹمی و کیمیائی ہتھیار بنانے کے جعلی الزامات کے بہانے بنا کر' امریکی جنگی یلغار سے تباہ کرانا' ان کے ٹکڑے کرنا' ان کی سرزمین میں امریکی و یورپی فوجوں کا قبضہ کرانا اور وہاں کرزئی افغانی نمونے کی سیکولر کٹھ پتلی حکومتیں قائم کرنا۔

● امریکہ کے ٹکڑے کرنا' جیسے سوویت یونین کے کئے گئے۔ امریکی حکومت خصوصاً صدارتی نظام کو جھنجھوڑ دینا۔ صدر جارج بش کو ذلیل و خوار کرنا' بش اور نائب صدر ڈک چینی یا دونوں کا خاتمہ کرنے اور الزام عراقی' سعودی' پاکستانی یا فلسطینی مسلمانوں اور القاعدہ پر لگانے کا منصوبہ بھی زیر عمل ہے۔ امریکی معیشت کو سٹاک ایکسچینج اور کرنسی وغیرہ کے ذریعے شدید جھٹکے دے کر سخت بحران میں ڈالنا' مختلف وارداتوں سے امریکیوں کو مخبوط الحواس بنا دینا۔ (11 ستمبر کی واردات کے سکرپٹ کے مطابق مئی 2002ء میں یہ سنسنی خیز ''انکشاف'' کر کے صدر بش کو اس واردات کے امکان کی پہلے سے خبر تھی'' عالمی صیہونی تنظیم'' نے بش اور امریکہ کی بربادی کا آغاز کر دیا ہے)۔

● امریکہ اور برطانیہ وغیرہ میں مہا دہشت گردی کی وارداتیں کرانا۔ باشندوں کو خوفزدہ اور جذباتی بنانا' امریکہ اور یورپ میں مقیم مسلمانوں' خصوصاً پاکستانیوں' سعودی وغیرہ کو نفرت و حقارت' بے جا الزامات اور بے جا سرکاری پابندیوں اور سختیوں کا نشانہ بنانا۔ مسلمانوں کو اپنی مسلم شناخت چھپانے پر مجبور کرنا۔

● اسلام' پیغمبر اسلامؐ ' قرآن مجید اور مسلمانوں کی اخلاقی اقدار اور ان کے طرز زیست کے خلاف زبردست پروپیگنڈا کرنا۔ مغربی ممالک میں قرآن مجید کو ممنوعہ کتاب قرار دینا' اسے غیر الہامی قرار دینا۔

● مسلمانوں کے بین الاقوامی مذہبی اجتماع یعنی حج میں سخت رخنہ اندازی کرنا۔ ایسے فتنے پیدا کرنا کہ حج اور عمرہ بند ہو جائے۔ چاہ زم زم بند کرنا' اس کے پانی کو ناقابل استعمال بنا دینا۔

● خانہ کعبہ کو مسمار کرنا۔ اس کے لئے ایک سکیم کا خاکہ ناول کی صورت میں یہودی ناول نویس ایل ولیمز نے اپنے ناول ''Holy of Holies'' میں آٹومیٹک کنٹرول سے چلنے والے بارود اور تیل سے بھرے ہوئے طیارے خانہ کعبہ کے ساتھ ٹکرانے کی سکیم پیش کی۔ جدید لیزر شعاعوں اور سائکوٹرونکس یعنی برقی لہروں سے ذہن کو متاثر کرنے کی تکنیک سے خانہ کعبہ کے اوپر فضا میں حج کے موقع پر گھوڑے پر سوار حضرت عیسٰیؑ کا حرکت کرتا ہوا عکس پیدا کرنا۔ صیہونی سائنس دان اس کی ریہرسل کر چکے ہیں۔ چنانچہ روزنامہ ''نیشن'' 30 مارچ 2002ء میں یہ خبر شائع ہوئی کہ اجمیر میں خواجہ معین الدین چشتیؒ کی درگاہ کے گنبد کے اوپر فضا میں ایک باریش بزرگ' ایک شیر' قرآنی آیات اور مکہ اور مدینہ کی تصویریں دیکھ کر لوگ حیرت زدہ رہ گئے سب نے اسے ایک معجزہ سمجھا۔

● مشرق وسطیٰ میں ہنگامی صورت حال پیدا کر کے اسرائیل کو سعودی عرب کے خلاف جنگ کا بہانہ دے کر اسرائیلی فوجوں سے مدینہ' جدہ' طائف اور مکہ کے علاقوں پر قبضہ کروانا۔

● رسول کریم ﷺ کے مدفن سے جسدِ مبارک کو نکالنے اور غائب کرنے کی پرانی کوشش کا اعادہ کرنا۔

● مدینہ کے قریب خیبر کے علاقے کو ''تاریخی یہودی سرزمین'' قرار دینا اور اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل سے قرارداد کی منظوری لے کر وہاں یہودیوں کو آباد کرنا۔

● سعودی عرب میں بادشاہت کا خاتمہ کرنا' اسے چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم کرنا۔ مستقبل کی ایک سعودی جمہوری قیادت اور اسی طرح ایک عراقی جمہوری قیادت پہلے سے لندن میں بیٹھی ہے۔ مشرق وسطیٰ میں خود مختار ضلعی حکومتیں زیادہ تر مقامی یہود یعنی عراق میں عراقی یہود' شام میں شامی یہود اور مصر میں مصری یہود کے ہاتھ میں دینا۔ خلیجی ریاستوں میں بھی یہی انتظام کرنا۔

● سعودی عرب' مصر اور خلیجی ریاستوں میں موجودہ امریکی بری' بحری اور فضائیہ کے فوجی اڈوں مثلاً حفر الباطن' الخرج' طائف' شرم الشیخ' جزیرہ المصیرہ اور عمان' متحدہ امارات' قطر' بحرین اور کویت کے اڈوں کو مستقل اسرائیل اور یورپی یونین کے اڈے قرار دینا۔

● عظیم تر اسرائیل جلد از جلد قائم کرنا' جس میں سعودی عرب' اردن' بیروت' شام' مصر' عراق اور ترکی کی سرزمین کے حصے شامل ہوں گے۔

● مسجد اقصیٰ کو خفیہ سبوتاژ سے شہید کر کے وہاں ایک ایسی عمارت بنانا جسے ظاہراً ''ہیکل سلیمانی'' کہا جائے گا لیکن جو دراصل ایک صیہونی طاغوتی مندر ہو گا۔ جدید صیہونیت کے لئے واشنگٹن میں ایک Temple of Understanding (سمجھوتے کا مندر) اور نیویارک میں اقوام متحدہ کی عمارت میں ''مراقبہ گاہ'' کئی سال پہلے بنا چکے ہیں۔

● بھارت اور پاکستان میں آخری جنگ کروا کر' بھارت کو فتح دلوانا اور پاکستان کو ایٹمی طاقت سے محروم کرنا۔

ان عزائم کے علاوہ مصنف نے اور بھی کئی صیہونی عزائم پر روشنی ڈالی ہے۔ جن سے پوری طرح آگاہی کے لئے یہ خلاصہ کافی نہیں' بلکہ پوری کتاب کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

مصنف سے براہ راست رابطے کے لئے ان کا پتہ یہ ہے: L-8 ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی' لاہور کینٹ۔

ابلیس کی مجلس شوریٰ کا تازہ اجلاس

رجال دین کے لئے ایک لمحہ فکریہ

ڈرائنگ روم کی تزئین و آرائش دیکھ کر یہ گمان ہوتا ہے کہ یہ کسی جاگیردار کا ڈرائنگ روم ہے۔ کافی کشادہ ہے' کئی صوفے ترتیب سے رکھے ہوئے ہیں' درمیان میں میزیں بڑے سلیقے سے بچھی ہوئی ہیں اور ان پر تازہ پھولوں کے گلدستے بہار دکھا رہے ہیں۔ آج کا اجلاس انتہائی اہم ہے اس لئے بھی کچھ مزید کرسیاں بڑھادی گئی ہیں۔

مہمانان گرامی آ گئے اور اپنی اپنی نشست پر متمکن ہو گئے۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ آنے والوں کو اپنی نشست کا پہلے سے علم تھا اور پہلے بھی ایسے اجلاس ہوتے رہے ہیں۔

سرگوشی اور غلط فہمی بڑے سے بڑے اتحاد کو توڑ سکتی ہے

ہر طرف انتہائی خاموشی تھی۔ صاحب صدر کی کرسی کچھ بلند تھی' اور وہ نگاہوں سے حاضرین کا جائزہ لے رہے تھے۔ کچھ نشستیں جو ابھی خالی تھیں وہ بھی تاخیر سے آنے والوں نے پُر کر دیں۔ ماحول کا جائزہ لینے کے بعد صاحب صدر نے سکوت توڑتے ہوئے فرمایا کہ آپ لوگوں کے سپرد جو کام تھا' میں جائزہ لینا چاہتا ہوں تاکہ اس کی روشنی میں آئندہ لائحہ عمل مرتب کیا جا سکے۔ آپ لوگوں کو جو کام دیا گیا ہے' وہ انتہائی اہم ہے اور اس کی تکمیل پر ہی ہمارے آئندہ پروگرام کی بنیاد پڑے گی۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ مختصراً یہ بتائیں کہ کس کس محاذ پر کامیابی ہوئی اور اگر کہیں ناکامی ہوئی ہے تو اس کے کیا اسباب ہیں اور اس ناکامی کو کامیابی میں بدلنے کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہئے۔

پہلا: عالم پناہ! آپ نے میرے سپرد جو کام کیا تھا میں نے نہایت ہوشیاری سے انجام دیا ہے۔ وہ دونوں پارٹیاں جو ایک دوسرے کے قریب آ گئی تھیں میں نے اپنی تدبیر سے ان میں تفرقہ ڈال دیا ہے۔ اب وہ ایک دوسرے کے سائے سے بھی متنفر ہیں۔ مجھے خوف تھا کہ اگر ان دونوں کا معاہدہ ہو گیا تو ہمارے آئندہ کے پروگرام زمین بوس ہو جائیں گے لیکن اب میں سرخرو ہو کر آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں۔

دوسرا: کتنی خوف ناک بات ہے کہ متعدد مسالک کے لوگ ایک جگہ جمع ہو رہے تھے۔ ان کی آپس کی ہم آہنگی اس بات کی غماز تھی کہ آئندہ کوئی بڑے اتحاد کی صورت بننے والی ہے۔ اگر ایسی کوئی صورت ہو جاتی تو ہمیں آئندہ کام کرنا مشکل ہو جاتا۔ مجھے اس بات کی بڑی فکر تھی۔ میں کوشش میں لگا ہوا تھا کہ ان کے اختلافات کو ہوا دوں' انہیں ایک دوسرے کے خلاف اکساؤں اور ان میں ہم آہنگی نہ ہونے

نجیب صدیقی' مرحوم

دوں۔ میں اپنے مشن میں کامیاب ہوا۔ چنانچہ آج وہ پھر ایک دوسرے سے دست و گریباں ہیں' ایک دوسرے کی شکل دیکھنے کو تیار نہیں۔ فتوؤں کی توپ نے ایک دوسرے پر گولے برسانے شروع کر دیئے ہیں۔ اپنی کامیابی پر بہت خوش ہوں۔ میں نے وہ کام کیا ہے جو آپ کے شاگردوں میں مجھے بلند مقام عطا کرتا ہے۔

تیسرا: سرکار عالی جاہ! طاقت کا اصل سرچشمہ تو عوام ہیں۔ ان کی سوچ اگر کوئی مثبت راہ اختیار کر لیتی ہے تو ہمارے لئے مشکلات ہی مشکلات کا سامنا ہوگا۔ ان کے ذہنوں کو بدلنے کے لئے ہم نے نئے نئے اشکالات پیدا کئے' دنیا کی

مختلف مسالک ایک دوسرے سے دست و گریباں ہیں اور فتوؤں کی توپ ایک دوسرے پر گولے برسا رہی ہے

دوڑ میں مسابقت کا جذبہ پیدا کیا' ایک دوسرے میں بداعتقادی پیدا کی' ایک دوسرے کے خلاف مختلف سازشوں سے ان میں دُوری پیدا کی' کسی ایک نقطہ نظر پر جمنے نہیں دیا۔

یہ بہت مشکل کام تھا۔ میں نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے بحسن و خوبی انجام دیا ہے۔ لسانی بنیاد پر ان کو بانٹا' پھر صوبے کے حوالے سے ان میں فاصلے پیدا کئے' سب سے زیادہ کامیابی ثقافت کے نام پر ہوئی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سب الگ الگ ثقافت رکھتے ہوئے ایک سوچ اختیار کر لیں۔ میری کوششوں کا نتیجہ ہے کہ اب سب یہی کہہ رہے ہیں کہ ثقافت تو وجہ تفریق ہے۔ ہمارے باپ دادا کا ورثہ ہے' ہم اس ورثہ کو ضائع نہیں ہونے دیں گے۔ ہماری یہ روایت ہے' ہماری ایک تاریخ ہے' ہماری ایک پہچان ہے' یہ سب کچھ الگ ہوتے ہوئے ایک امت کا نعرہ لگانا بے معنی ہے۔ زمین کی خوشبو کو اس سے الگ کون کر سکتا ہے۔ یہ زمین جو ہماری پشت ہا پشت کی امین ہے' باپ دادا کی پہچان ہے۔ ان کی ہڈیاں اس میں دفن ہیں۔ اس کی اپنی ایک پہچان ہے۔ اس سے کون دست بردار ہو سکتا ہے۔ اس زمین کی ثقافت سے منہ موڑنا غداری ہے۔ ایک امت کے تصور کو مٹانے کے لئے میں نے طرح طرح کے شگوفے چھوڑے۔ میں نے کہا کہ جب انسانوں کے رنگ الگ الگ ہیں' قد ایک نہیں ہو سکتے' زبان ایک نہیں ہو سکتی' لباس ایک نہیں ہو سکتے' پھر ایک امت کا تصور کیسے ممکن ہے۔ اب

ایصال ثواب کی بحث ایک مستقل جھگڑے کی بنیاد بن گئی

سب یہی کہتے ہیں کہ ہماری الگ الگ پہچان ہے۔ وہ اس تصور سے دور ہو چکے ہیں۔ ان کی سوچ تبدیل ہو چکی ہے۔ یہ سوچ ان کو آہستہ آہستہ ایک امت کے تصور سے دست بردار کر دے گی اور ان کی آئندہ نسلیں صرف اور صرف اپنی زمین اور زبان سے پہچانی جائیں گی۔

چوتھا جو اپنی باری کا منتظر تھا' کہنے لگا: آج تو مزہ آ گیا۔ میں نے ایک مسجد میں نمازیوں کے درمیان جھگڑا کرا دیا۔ ایصال ثواب کی بحث چل نکلی تھی۔ میں نے اس بحث کو اس طرح ہوا دی کہ نمازی ایک دوسرے سے دست و گریبان ہو گئے۔ مارپیٹ کھینچا تانی کے بعد پولیس کو بلانا پڑا اور پولیس دونوں گروہوں کو پکڑ کر لے گئی۔ اب تھانے میں ان دونوں گروہوں سے معاملہ طے ہوگا۔ اگرچہ یہ کارروائی مختصر تھی مگر آئندہ کے لئے جھگڑے کی مستقل بنیاد پڑ گئی۔ اب وہ ایک دوسرے سے الگ ہو گئے' اعتماد کی فضا نفرت میں بدل گئی۔ اس کام کے عملاً نتائج بہت دُور رس برآمد ہوں گے۔

پانچواں: عزت مآب! عالی قدر! آپ نے مجھے سب سے مشکل کام سپرد کیا تھا۔ میں اپنی ناکامی کا اعتراف کرتا ہوں۔ مجھے ان لوگوں میں کام کرنے کو کہا گیا تھا جو اسلام کو

ایک نظام زندگی مانتے ہیں۔ وہ قرآن کو اپنا رہبر بناتے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ قرآن سمجھ کر پڑھنے کے لئے نازل ہوا ہے۔ اس کو سمجھ کر پڑھنا اور اس پر عمل کرنا ہی انسانی نجات کے لئے ضروری ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ امت کا زوال اسی وجہ سے ہے کہ اس نے اللہ کی رسی کو چھوڑ دیا۔ وہ قومیتوں کے تصور سے بلند ہو کر ایک امت کے حامی ہیں۔ ان کے مطابق رنگ و نسل اور زبان نے انسانی وحدت کو پارہ پارہ کیا ہے۔ علاقائی ثقافتوں نے اسے پھاڑ کر رکھ دیا ہے۔ ثقافتیں تو محض پہچان کے لئے تھیں' لوگوں نے اسے عقیدے کے طور پر اختیار کر لیا ہے اور آج یہ ان کی بربادی کا سبب بن گئی ہیں۔ لہٰذا ان سے بلند ہو کر اللہ کی رسی یعنی قرآن مجید کو مضبوطی سے پکڑنا چاہئے۔ یہ قرآن ہمیں تفرقوں سے بچا لے گا' ہمیں ایک امت بنائے گا۔ پہلے بھی اس نے بکھری ہوئی قوم کو یکجا کیا تھا اور آج بھی وہ ہمیں بنیان مرصوص بنا سکتا ہے۔ یہ ایک مضبوط گروہ ہے جو دلیل سے بات کرتا ہے اور انسانوں کے ذہنوں کو اپنی باتوں سے مسخر کر لیتا ہے۔ میں نے بہت کوشش کی کہ ان کی حکمت عملیوں کو سبوتاژ کروں مگر میری ایک نہ چلی۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے ایمان چٹان کی طرح مضبوط ہیں۔ وہ اپنے اس ایمان پر اپنی جانوں کا نذرانہ دینے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ ان میں جہاد کی روح پھونک دی گئی ہے۔ یہ ہر وقت' ہر لحہ اپنے مشن میں مصروف ہیں۔ ان میں نقب لگانا بہت مشکل ہو گیا ہے۔

صاحب صدر نے اپنے غم و غصہ کا اظہار کرتے ہوئے کہا: آسان کام کرنا کوئی بہادری نہیں ہے' مشکل کام کو انجام دینا ہی بہادری ہے۔ ان کی صفوں میں پھوٹ ڈالنے کے لئے نئے پرانے کی تمیز پیدا کرو۔ یہ نیا آدمی کیوں بڑے منصب پر فائز ہو گیا؟ پرانے کو جس کا اس منصب پر حق تھا' پیچھے کیوں دھکیل دیا گیا؟ ان میں جو لوگ نمایاں ہونے کے خواہش مند ہیں انہیں اکساؤ' ان میں نجویٰ کی عادت ڈالو۔ سرگوشی ہی ان کے اتحاد کو توڑ سکتی ہے۔ ایک دوسرے کے خلاف غلط فہمیاں پیدا کرو۔ ان کی نگرانی سخت سے سخت ہونی چاہئے۔ اپنے ذہین کارکنوں کو ان کے پیچھے لگاؤ۔ معمولی اختلافات کو اس طرح ہوا دو کہ وہ بڑے نظر آئیں اور کوشش کرو کہ اختلافات رفع نہ ہوں۔ یہی ایک واحد تدبیر ہے جس سے تمہیں کامیابی ہو سکتی ہے۔ دلیل سے انہیں گھیرنا ناممکن ہے۔ مایوسی کی ضرورت نہیں ہے' کوشش جاری رکھو۔ دیکھو! جو لوگ حب عاجلہ کا شکار ہوتے ہیں وہ تمہارے دست و بازو بن سکتے ہیں۔ دنیا کی اہمیت انسان کے دل کے کسی نہ کسی گوشے میں مستور ہوتی ہے' اس کو ابھارو۔ جب یہ محبت پیدا ہو جائے گی تو تمہارا کام آسان ہو جائے گا۔

نظم

بنت اسرار

خلافت کا زمانہ ہم بھی دیکھیں گے مسلمانو!
یقین آتا نہیں افسانہ لگتا ہے مسلمانو
وہ کیسی سرزمیں ہو گی وہ کیسا آسماں ہو گا
وہ کیسے لوگ ہوں گے جن کے چہروں پہ سکون ہو گا
وہ ایمان و یقیں کی کون سی دنیائیں دیکھیں گے
کہ جس میں عدل اور انصاف کا میزان دیکھیں گے
وہ جس میں شیطنت کو پاؤں سے روندا گیا ہو گا
وہ جس میں میڈیا بھی کُل کا کُل اسلام کا ہو گا
مرے اندر سکوں' گھر میں سکوں' بچوں کی تربیت
اُسی بج دھج سے ہو گی جو محمدؐ کی ہے شریعت
کہ جب اسکول میں دین و شریعت ہی سکھائیں گے
کہ جب کالج میں آداب خود آگاہی سکھائیں گے
مرے فکر و نظر' قول و عمل کا امتزاج ایسا
کہوں اللہ اکبر تو عمل ہو قول ہی جیسا
سیاست اور معیشت میں جو اندازِ عمرؓ ہو گا
خلافت اور عدالت کا خلیفہ ہی امیں ہو گا
معاشرتی برائیاں خس و خاشاک ہوں گی تب
حکومت میں جو بوبکرؓ و علیؓ' عثمانؓ سا ہو گا
مگر جو باپ ہے اس بنت کا 'اسرار' کہتا ہے
خلافت آئے گی ہر حال میں! اسلام کہتا ہے
وہ جس اللہ کے محبوبؐ نے قرآں دیا ہم کو
خلافت کا اسی محبوبؐ نے مژدہ دیا ہم کو
مگر اس دور سے پہلے گزرنا آگ سے ہو گا
وہی ایمان والوں کے لئے اک راستہ ہو گا
ہو ایماں گر ہمارا اجبؑ ایمان کی مانند
تو ہو گی آگ بھی ٹھنڈی خلیل اللہ کی مانند
مگر ''ایمان'' خالی نظریئے سے آ نہیں سکتا
نہ ہوں جب تک عمل میں استقامت اور جنوں ویسا
وہی ھادیؐ وہی قرآں وہی مطلوب ہے مومن
نہ ہوں جب تک یہ اِک وحدت میں گم کچھ ہو نہیں سکتا

بقیہ : تجزیہ

گا دوسرا مار کھائے گا۔ سرحدوں پر امریکہ کو کوئی رکاوٹ پیش نہیں آئے گی البتہ شہروں کے اندر اور تیل کے ذخائر پر قبضہ کے لئے اسے کچھ رکاوٹ پیش آئے گی۔ عراق کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ امریکیوں کو زمینی قبضہ حاصل کرنے میں جانیں دے کر رکاوٹ بن جائیں اور جنگ کو جتنا ممکن ہو طویل کریں' البتہ یہ بھی خدشہ ہے کہ دوران جنگ عراقی فوج کا کچھ حصہ یا کوئی کمانڈر امریکہ سے رابطہ کر لیں اور صدام کی کمر ٹوٹ جائے۔ یہ سب کچھ اس جنگ کے فوری نتائج کے طور پر ہو سکتا ہے لیکن اس جنگ کے طویل المدت اور دوررس نتائج امریکہ کے لئے بھی اچھے نہیں ہوں گے' کیونکہ جس طرح زوال کو کمال حاصل ہو جائے تو وہی کچھ ہوتا ہے جو آج عراق سے ہو رہا ہے یا دوسرے مسلم ممالک کے ساتھ ہونے والا ہے اسی طرح جب طاقت کا نشہ فہم و ادراک پر غلبہ حاصل کر لے اور قوت فرعونیت کی راہ اختیار کرتے ہوئے خدائی کی دعوے دار ہو جائے تو کمال کے زوال کا آغاز ہو جاتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب کوئی طاقت اور قوت کا حامل حکمران بش جیسی حرکات کا ارتکاب کرنے لگتا ہے اور ظلم جب ایک حد سے بڑھ جاتا ہے تو فرعون کے گھر میں موسیٰ پیدا ہو جاتا ہے۔ نمرود کے سر کو ایک حقیر مچھر پاش پاش کر دیتا ہے اور ہاتھیوں کو ابابیلیں روند ڈالتی ہیں۔ نیم مردہ اُمت مسلمہ اگر ہوش میں آ جائے اور اللہ نے جو وسائل عطا کئے ہیں اور افرادی قوت مہیا کی ہے اگر یہ سب کچھ مجتمع کر کے بروئے کار لایا جائے تو بدی کے محور و مرکز امریکہ اور اس کے بدقماش صدر بش کو نکیل ڈالی جا سکتی ہے۔ قرائن بتا رہے ہیں کہ امریکہ بش کی قیادت میں بربادی کے سفر کا آغاز کر چکا ہے' اگر اُمت مسلمہ نے اس انجام بد تک پہنچانے کی ذمہ داری نہ سنبھالی تو اللہ ربّ العزت کسی اور قوم کو اس کے خلاف کھڑا کر دے گا اور اس سے یہ کام لے لے گا۔ سوال یہ ہے کہ امت مسلمہ اپنی ذمہ داری سے اعراض کر کے تباہی و بربادی سے کیسے بچ جائے گی؟

پاکستان کی فوج' سیاست دان اور بیورو کریسی بھی جان لے کہ زمینی حقائق بدل رہے ہیں' ان بدلے ہوئے حالات کا ادراک کر کے اگر انہوں نے صحیح اور بروقت فیصلے نہ کئے تو امپریلزم کا دور واپس آیا چاہتا ہے' ہم بزور بازو اپنی آزادی برقرار نہ رکھ سکے تو کسی نہ کسی کی کالونی بن جائیں گے۔

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

☆ ''پاکستان فرسٹ'' کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

☆ گھر والے شرعی پردہ کے مخالف ہیں' کیا کروں؟

☆ رسول اکرم ﷺ کے سامنے اونچی بات نہ کرنے کے قرآنی حکیم کی تعمیل کیسے ہوسکتی ہے؟

قرآن آڈیٹوریم میں ہفتہ وار درسِ قرآن کے بعد محترم ڈاکٹر اسرار احمد سے سوال وجواب کی نشست

س: قرآن میں اللہ نے رسول اکرم ﷺ کے سامنے اونچی آواز میں بات کرنے سے منع فرمایا ہے۔ یہ چیز آج کے دور میں کس طرح Applicable ہوگی؟

ج: فرض کیجئے میری اور آپ کی کسی مسئلے پر گفتگو ہو رہی ہے۔ ہم لڑ رہے ہیں' جھگڑ رہے ہیں' دلیلیں دے رہیں۔ اچانک آپ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے یہ فرمایا ہے تو اب مجھے خاموش ہو جانا چاہئے۔ لیکن اگر میں نے کہا کہ نہیں' میری رائے یہ ہے تو یہ گویا کہ حضور ﷺ کی آواز سے اپنی آواز اونچی کرنا ہے۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ بعد میں ہم تحقیق کریں کہ آپ نے حضور ﷺ کے جس قول کا حوالہ دیا' واقعتاً حدیث ہے یا نہیں! یا یہ کہ وہ حدیث صحیح اور مستند ہے۔ اس تحقیق کے بعد پھر ہمیں معلوم ہو کہ نہیں یہ حدیث تو ضعیف یا موضوع ہے تو پھر ہم اپنی رائے دے سکتے ہیں۔ لیکن اس وقت فوری طور پر خاموش ہو جانا چاہئے جب حضرت محمد ﷺ کا قول سامنے آ جائے۔ یہ معاملہ عرب کے بدوؤں میں آج بھی ہے۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ دو عرب لڑ رہے ہوں' شدید غصے میں ہوں' لیکن کوئی شخص وہاں کہہ دے "صل علی النبی" تو وہ دونوں جھاگ کی طرح بیٹھ جاتے ہیں۔ غصہ ختم' جھگڑا ختم۔ حضرت محمد ﷺ کے احترام میں جذبات کی یہ کیفیت ہونی چاہئے۔

س: میں شرعی پردہ کرنا چاہتی ہوں لیکن میرے بھائی اور میری والدہ شرعی پردے کے خلاف ہیں جبکہ میرے شوہر مجھے شرعی پردہ کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ آیا مجھے اپنے بھائی اور والدہ کے حکم کو ماننا چاہئے یا اپنے شوہر کی ترغیب پر عمل کرتے ہوئے شرعی پردہ کرنا چاہئے؟

ج: آپ کو تو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اللہ نے ایسا شوہر دیا ہے جو شرعی پردے کے حق میں ہے۔ والدہ اور بھائی کے حکم کی قطعاً کوئی حیثیت نہیں ہے کیونکہ شریعت کے کسی حکم کا مخالف اگر شوہر بھی ہو تو سوچنا پڑے گا کہ آیا اس کی اطاعت کی جائے یا نہیں۔ مخلوق میں سے کسی بھی ہستی کی ایسی اطاعت نہیں ہوگی جس سے اللہ اور اُس کے رسول کی معصیت لازم آتی ہو۔

س: کیا یکبارگی تین مرتبہ طلاق کہنے سے طلاق ہو جاتی ہے جبکہ کچھ عرصہ پہلے بھی ایک مرتبہ طلاق دی گئی ہو؟

ج: تین طلاقیں اگر ایک ہی وقت میں دی جائیں تو اہل سنت کی چاروں فقہیں یعنی حنفی' حنبلی' مالکی اور شافعی کے نزدیک طلاق ہو جاتی ہے اور اسے طلاق مغلظ کہا جاتا ہے۔ اب رجوع کا بھی کوئی حق نہیں اور ان دونوں کا دوبارہ نکاح بھی نہیں ہوسکتا یہ کہ اس مطلقہ عورت کا کسی اور سے نکاح ہو اور نارمل حالات میں اس کو وہاں سے بھی طلاق ہو جائے تو اب دونوں کا نکاح ہوسکتا ہے۔ یہ نہیں کہ پہلے سے یہ طے کیا ہو کہ ہم تم سے نکاح کر رہے ہیں اور تم نے کل طلاق دے دینی ہے۔ جسے حلالہ کہا جاتا ہے وہ حرام ہے اور دین کے اندر بہت ہی قابل نفرت کام ہے۔ یہ معاملہ کہ کچھ عرصہ پہلے ایک طلاق دے چکا ہے اب اس نے تین مرتبہ کہہ دیا' تو یہ اہل حدیث اور اہل تشیع کے نزدیک بھی دوسری طلاق شمار ہوگی۔ یعنی ایک پہلی تھی' اگر ان تینوں کو ایک شمار کریں گے تب بھی یہ دوسری ہوگی۔ لیکن اہل سنت میں' چاروں فقہوں کے نزدیک یہ طلاق مغلظ ہے۔

س: داڑھی اور مونچھوں کا سنت طریقہ بتا دیں۔ کیا داڑھی رکھ کر ترشوائی جاسکتی ہے؟ داڑھی نہ رکھنا زیادہ گناہ ہے یا داڑھی رکھ کر کٹوا دینا زیادہ گناہ ہے؟

ج: داڑھی رکھ کر اس کو صاف کر دینا یا بالکل نہ رکھنا دونوں بہت بڑے گناہ ہیں۔ اس لئے کہ داڑھی رکھنے کے بارے میں حضور ﷺ کا تاکیدی حکم ہے: ''داڑھی بڑھاؤ' مونچھیں کترواؤ'' یہ سنت مؤکدہ ہے۔ بعض علماء کے نزدیک واجب ہے۔ اس لئے داڑھی رکھنی چاہئے اور داڑھی کے بارے میں طرز عمل یہ ہونا چاہئے کہ اس کی جو نیچرل گروتھ ہے اس کو روکا نہ جائے۔ ہاں اگر کچھ لوگوں کی بڑھوتری غیر متوازن ہے' ایک طرف سے بہت بڑھ رہی ہے' دوسری طرف سے نہیں' وہ اگر اس کو بیلنس کرنے کے لئے اِدھر اُدھر سے کتر لیں تو کوئی حرج نہیں۔

س: نو اور دس محرم کے روزے کے بارے میں تفصیل بتائیں۔ ان دودنوں کا روزہ مسنون ہے یا نفلی؟

ج: نو اور دس کا روزہ مسنون ہے' لیکن یہ نفلی روزہ شمار ہوگا۔ حضور ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو مدینہ کے یہودی دس محرم کا روزہ رکھتے تھے۔ حضور ﷺ نے پوچھا تم یہ کیوں رکھتے ہو۔ انہوں نے کہا اس تاریخ کو ہمیں آلِ فرعون سے نجات ملی تھی' فرعون غرق ہوا تھا اور ہم آزاد ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا موسیٰؑ پر تو ہمارا حق تم سے زیادہ ہے۔ لہٰذا حضور ﷺ نے اپنے صحابہؓ کو بھی حکم دیا کہ تم روزہ رکھو۔ یاد رہے ابھی رمضان کا روزہ فرض نہیں ہوا تھا۔ البتہ حضور ﷺ نے یہود سے اپنے معاملہ کو علیحدہ کرنے کے لئے فرمایا کہ وہ ایک دن کا روزہ رکھتے ہیں' ہم دو دن (نو اور دس) کا رکھیں گے۔

س: ''پاکستان فرسٹ'' کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ج: ہمارے نزدیک اسلام ہر شے سے پہلے آتا ہے' ہر چیز اس کے بعد ہے۔ اگر اسلام مقدم نہیں ہے اور ہم نے کسی اور شے کو اسلام پر مقدم کر دیا ہے تو گویا کہ اللہ تعالیٰ کو ہم نے پیچھے ڈالا اور دنیا کی کسی چیز کو ہم نے آگے کر دیا۔ اس اعتبار سے یہ غلط نعرہ ہے اور درست نہیں ہے۔

س: نامحرم مرد' نامحرم عورت کو قرآن کی تعلیم دے سکتا ہے؟

ج: عورت پردے میں ہو' یا درمیان میں پردہ حائل ہو یعنی براہ راست ایک دوسرے کو دیکھنا نہ ہو تو نامحرم مرد' نامحرم عورت کو قرآن کی تعلیم دے سکتا ہے۔ تاہم اس احتیاط کے باوجود بہتر یہی ہے کہ عورتوں کے لئے خواتین معلمات ہی کی خدمات حاصل کی جائیں۔

س: کیا عراق کے بعد پاکستان کی باری ہے؟

ج: اگر ہماری باری اس طرح نہ بھی آئے لیکن کم از کم ہمارے ایٹمی اثاثہ جات کے بارے میں یہ مطالبہ ضرور آئے گا کہ ہمارے حوالے کر دو یا منجمد کر دو ورنہ انہیں تباہ کر دیا جائے گا۔ کیونکہ عالم کفر بالخصوص یہود کو ڈر ہے کہ ان کے عزائم کی تکمیل میں پاکستان کا ایٹمی صلاحیت میں ہونا رکاوٹ بن سکتا ہے۔

گھر والوں کے حقوق

آج ہم میں سے ہر ذمہ دار شہری اپنی بنیادی محنت و مشقت کا محور اسی بات کو بناتا ہے کہ وہ ایسے تمام ذرائع و وسائل مہیا کرے جن سے اس کی بیوی اور اس کے بچے سکون واطمینان' عزت احترام اور خوشحالی وخوشگواری کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرسکیں۔

لیکن اس طرز عمل میں آج کل ہم سے دو بہت سنگین غلطیاں ہورہی ہیں۔ ایک تو یہ کہ اپنے بچوں اور بیویوں کے حقوق کے بارے میں ہمارا تخیل بہت ناقص اور ادھورا ہے ہم صرف ان کے کھانے پہننے اور رہنے سہنے کے انتظام کر دینے کو کافی سمجھتے ہیں اور اسی کی بھاگ دوڑ میں ہر وقت لگے رہتے ہیں۔ ہمیں ان کے عادات واخلاق کی طرف کچھ بھی توجہ نہیں ہوتی۔ دینی مسائل میں وہ کس قدر انجان ہیں اس کا ہمیں کبھی بھولے سے بھی خیال نہیں آتا۔ عملی طور پر تو کوتاہیاں ہوتی ہی رہتی ہیں۔ لیکن کم از کم علمی طور پر تو بیوی بچے شرعی احکام سے واقف ہوں' اس کی ذمہ داری بھی شوہر پر' باپ اور بھائی پر رکھی گئی ہے۔

اور بیوی' بچوں کے حقوق میں سے ایک اہم حق اور نہایت ضروری ذمہ داری ہر شخص پر یہی ہے کہ وہ انہیں دینی فرائض اور واجبات سے آگاہ کرے' اور ان کی اخلاقی تربیت کی طرف توجہ دے۔

دوسری غلطی جس میں ہم مبتلا ہیں یہ ہے کہ بچوں کی پرورش اور بیوی کے اخراجات پورے کرنے کے سلسلہ میں ہم اس کا بھی خیال نہیں رکھتے کہ یہ اخراجات حلال مال سے ہی پورے ہوں' بلکہ محض ساز وسامان کی فراہمی' کو اپنے ذمہ سمجھ لیا ہے۔ خواہ وہ حلال اور جائز آمدنی سے ہو اور اعتدال کے ساتھ ہو' یا ناجائز کمائی سے' سود لے کر' رشوت لے کر' کسی کا حق مار کر' یا کسی کو تکلیف دے کر وصول کیا گیا ہو' یا ملاوٹ وچور بازاری سے جمع کیا گیا ہو' ان سب باتوں سے بالکل بے نیاز ہو کر ہم محض مال کمانے کی دوڑ میں شامل ہو جاتے ہیں' اور اپنی معصوم اولاد کو اور شریف بیوی کو' ان کو لاعلمی میں' اور بسا اوقات ان کے علم میں لا کر' وہ حرام مال کھلاتے اور پہناتے ہیں جن سے خود آدمی کا اپنا حشر خراب ہوگا اور اولاد و بیوی بھی اس کا خمیازہ بھگتیں گے۔ ان دونوں غلط فہمیوں کے ازالہ کے لئے چند ارشادات عالیہ ملاحظہ ہوں' امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اعتدال کا راستہ نصیب فرما دیں گے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

ہر انسان پر اپنے گھر والوں اور اپنے ماتحت تمام لوگوں کو تعلیم دینا لازم ہے' اسے چاہئے کہ وہ اپنے گھرانہ کے تمام افراد جن میں بچے اور عورتیں سب شامل ہیں' کو مندرجہ ذیل چیزوں کا صحیح علم سکھا دے۔

1۔ وضو کرنے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟ اور اس کے فرائض و مستحب امور کیا کیا ہیں۔
2۔ تیمم کیسے کیا جاتا ہے۔
3۔ ناپاکی (جنابت' حیض' نفاس) کا غسل کس طرح ہوتا ہے۔
4۔ اہل سنت والجماعت کے عقیدے انہیں اچھی طرح تلقین کردے۔

مولانا راحت علی ہاشمی

5۔ غیبت سے بچنے کی تعلیم دے۔
6۔ چغل خوری سے بچائے۔
7۔ اور نجاست کی چیزوں کی پہچان کرا کر ان سے پرہیز کرنے کی تربیت دے۔
8۔ بیکار باتوں سے بچتے رہنے کی تعلیم دے۔
9۔ اور ہمیشہ اللہ کو یاد کرنے کی عادت ڈلوائے۔
10۔ تمام برائیوں اور گناہوں سے بچنے کی تعلیم دے۔

اگر کسی شخص کو خود ہی ان باتوں کا صحیح علم نہ ہو' تو اسے چاہئے کہ یہ باتیں پہلے خود سیکھے اور پھر اپنے گھر والوں کو سکھا دے۔ یا پھر ایسا کرے کہ کسی صاحب علم سے پوچھتا رہے اور گھر والوں کو بتا دیا کرے ورنہ پھر خود انہی کو اس کا موقع دے کہ کسی صحیح طریقے سے دین کی ضروری باتوں کا علم حاصل کرلیں۔

کسی شخص کے لئے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنی گھر کی عورتوں کو کسی ایسے مقام پر جانے سے ''بلاعذر شرعی'' منع کرے جہاں جا کر وہ قرآن وحدیث سن کر دینی امور سے واقف ہو جاتی ہوں اور آخرت کا فکر ان میں پیدا ہو جاتا ہو۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ''علم سیکھنا تو ہر مسلمان مرد وعورت کا فریضہ ہے'' اس علم سے مراد' دینی فرائض' ہی تو ہیں اس لئے اس کو سیکھنے کے کسی موزوں موقع سے منع کرنا کیسے درست ہوگا۔

اسی طرح ہر شخص پر یہ بات بھی لازم ہے کہ وہ اپنے گھر کی عورتوں اور بچوں کے کھانے پینے اور پہننے اوڑھنے نیز رہنے سہنے کا بندوبست کرے۔ اور ان کے تمام حالات کو دیکھ کر ضرورت کی چیزوں کو فراہم کرتا رہے۔ یہ سب کام کرنا اس کے لئے نہ صرف یہ کہ حلال ہے بلکہ ثواب کی بات ہے۔

لیکن ان اشیاء کی فراہمی میں' حد اعتدال سے نکلنا کسی طرح مناسب نہیں ہے۔ نہ ہی حلال وحرام کی تمیز اٹھا دینا اس پر لازم ہے بلکہ متوسط طریقہ پر' حلال ذرائع سے ان ضروریات کی فراہمی کا سلسلہ رکھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس ذمہ داری کے عائد کرنے کے ساتھ ساتھ' اس شخص کے لئے یہ بھی ہدایت ہے کہ ''اپنے آپ کو' اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ''

اور حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''تم میں سے ہر شخص نگہبان بنایا گیا ہے اور ہر نگہبان سے اس کے ماتحت لوگوں کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی''

نیز یہ بھی فرمایا کہ کوئی بھی شخص خدا تعالیٰ کے سامنے اپنے گھر والوں کو جاہل رکھنے کے گناہ سے بڑھ کر کوئی گناہ لے کر پیش نہ ہوگا۔

''**الجوھر فی عقوبة اھل الکبائر**'' میں بیان کیا گیا ہے کہ قیامت میں سب سے پہلے جو چیز کسی آدمی کو دامن گیر ہوگی وہ اس کے بیوی بچے ہیں' یہ کہیں گے کہ اے اللہ! ''اس شخص سے ہمارا حق دلوایئے۔ اس نے ہمیں ہمارے دینی فرائض نہیں سکھلائے اور ہمیں ''حرام'' کھلایا جبکہ ہمیں تو خبر بھی نہ تھی۔

چنانچہ اس حرام کمانے پر اس کی پٹائی شروع ہوگی حتیٰ کہ اس کا گوشت ادھڑ جائے گا پھر اسے اس کی کچھ نیکیوں کے باوجود اس جرم کی وجہ سے جہنم کی طرف لے جایا جائے گا تو اس کے دوسرے حق دار اپنا حق لینے آجائیں گے۔ اور کہیں گے کہ اس نے دنیا میں ہمارا حق پورا نہیں دیا تھا چنانچہ اس کی نیکیوں میں سے کچھ نیکیاں ہر حقدار کو دے کر ان کا حق ادا کرا دیا جائے گا۔

حتیٰ کہ ان حقوق ہی کی ادائیگی میں اس کی ساری نیکیاں دے دی جائیں گی اور اس کے' پاس کوئی بھی نیکی باقی نہ رہے گی' تو اب یہ حسرت وافسوس سے اپنے بیٹے بیٹیوں اور اپنی بیوی سے کہے گا کہ آہ! میں نے تو یہ جو کچھ بھی کیا تھا تمہارے ہی لئے کیا تھا!

اب جب اس کی کوئی بھی نیکی اس کے پاس نہ رہے گی تو اپنی اس حالت کو دیکھ کر بہت حیران و پریشان ہوگا' مگر اس وقت کی یہ حیرانی اور پریشانی کسی کام کی نہ ہوگی۔

اب اس وقت فرشتے یہ آواز لگائیں گے کہ:

''یہ ہے وہ شخص' جس کی نیکیاں اس کے گھر والے کھا گئے اور انہی کی وجہ سے اب اسے جہنم میں ڈالا جارہا ہے''

اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے تمام کاموں سے بچنے کی ہمت و توفیق دیں جو دوزخ کے عذاب کا سبب بنتے ہوں' اور جن چیزوں سے خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا اندیشہ ہو۔ آمین۔

(بقیہ صفحہ 8 پر)

10/مارچ' پیر: پاکستان میں ''متحدہ مجلس عمل'' کے زیر اہتمام اتوار کو راولپنڈی میں عراق کے خلاف ممکنہ امریکی حملے کے خلاف ''ملین مارچ'' منعقد ہوئی' جس میں لاکھوں شرکاء نے صدر پرویز مشرف اور موجودہ حکومت کی امریکہ نواز پالیسی اور ایل ایف او (لیگل فریم آرڈر) کو مسترد کرنے کا اعلان کیا۔ ملین مارچ سے متحدہ مجلس عمل کے قائدین مولانا شاہ احمد نورانی' مولانا فضل الرحمٰن' قاضی حسین احمد' مولانا سمیع الحق' پروفیسر سجاد میر' لیاقت بلوچ' حافظ حسین احمد' مولانا عبدالغفور حیدری' حافظ محمد ادریس' پیر اعجاز احمد ہاشمی' جاوید ہاشمی' عمران خان' رحمت خان ورگ نے خطاب کیا۔ مقررین نے اعلان کیا کہ پاکستان کے عوام عراق کے عوام کے ساتھ ہیں۔ عراق کی سرزمین پر امریکہ کو قدم رکھنے پر اس کا وہی حشر ہوگا جو آج اس کا افغانستان میں ہو رہا ہے۔ امریکہ اور اسرائیل مل کر عرب کا نقشہ تبدیل کرنا چاہتے ہیں' لیکن انہیں ہرگز کامیابی نہ ہو گی...... عراق کے عوام کی حمایت میں اور ''جنگ نہیں' امن'' کے حق میں دنیا بھر کے ملکوں میں عوامی مظاہروں کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ اٹلی میں امریکی فوجی اڈے کے قریب صدر بش کے پتلے کو فوجی وردی پہنا کر نذر آتش کر دیا گیا۔ دنیا کے سب سے بڑے اسلامی ملک انڈونیشیا میں لاکھوں مسلمانوں نے اجتماعی طور پر پورا دن خصوصی دعائیں اور نوافل ادا کئے۔ سب سے بڑی مسلم تنظیم ''فہد الدعوۃ العلماء'' نے ایک خصوصی دعائیہ اجتماع کا اہتمام کیا' جس میں ملک بھر سے آئے ہوئے تقریباً تین لاکھ افراد نے شرکت کی' جن میں عورتوں کی بڑی تعداد شامل تھی۔ علاوہ ازیں جرمنی' فرانس' برطانیہ' بلغاریہ' چلی' آئرلینڈ اور ترکی میں بھی زبردست مظاہرے ہوئے۔

11/مارچ' منگل: بھارت میں ماہرین آثار قدیمہ کی ٹیم نے ایودھیا میں بابری مسجد کی جگہ کھدائی شروع کر دی ہے۔ کھدائی کا حکم ہائیکورٹ نے دیا تھا' تاکہ معلوم ہو سکے کہ یہاں کوئی مندر تھا یا نہیں...... فلسطینی پارلیمنٹ نے ایک وزیر اعظم کے تقرر کی منظوری دے دی۔ وزیر اعظم آزاد فلسطین میں داخلی سلامتی کے ذمہ دار ہوں گے...... امریکی کانگریس کی خاتون رکن نے کہا ہے کہ اسامہ بن لادن بھی امریکہ کے ان انقلابی رہنماؤں کی حیثیت رکھتے ہیں' جنہوں نے امریکہ کو برطانوی تسلط سے آزادی دلائی تھی۔ اسی طرح کی ایک اور خبر میں بتایا گیا ہے کہ کویت میں تعینات نامعلوم امریکی سپاہی بیت الخلاؤں کی دیواروں پر فقرے لکھ کر جنگ کے خلاف اظہار رائے کر رہے ہیں...... اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کوفی عنان نے امریکہ کو خبردار کیا ہے کہ وہ سلامتی کونسل کی بے حرمتی نہ کرے۔ روس کے وزیر خارجہ نے کہا کہ خصوصی طور پر ایسے ممالک' جہاں صدیوں سے ان کا اپنا کلچر قائم ہے' امریکی جمہوری سسٹم ''برآمد'' کر کے مسلط کرنے کی کوششیں ناکام رہیں گی۔ ہم ان کی تمدنی اقدار کا تحفظ کریں گے...... روس اور فرانس نے اعلان کیا ہے کہ وہ جنگ کے حق میں امریکہ کی قرارداد کو ویٹو کر دیں گے۔ امریکہ نے کہا کہ روس اور فرانس کا یہ اقدام انتہائی مایوس کن ہوگا۔

12/مارچ' بدھ: امریکہ نے سعودی عرب میں پابندیوں والے مذہبی قوانین پر تنقید کی ہے' جن کے تحت کسی کو اسلام کے سوا کھلے عام عقیدے کے اظہار کی آزادی حاصل نہیں۔ تمام امریکی ماہرین کی سفارشات کے بعد فیصلہ کیا گیا ہے کہ سعودی عرب کی حکومت کو مذہبی آزادی کے حوالے سے کئے جانے والے اقدامات کو مزید بہتر بنانے کا موقع دیا جائے اور دیکھا جائے کہ سعودی حکومت اس سلسلے میں کیا کرتی ہے...... عراق کے خلاف ممکنہ فوجی کارروائی کے سلسلے میں برطانوی حکومت کے اندر اختلافات پیدا ہو گئے ہیں۔ ایک وزیر نے حکومت سے علیحدہ ہونے کی دھمکی دی ہے' جبکہ ایک وزارتی معاون مستعفی ہو چکے ہیں۔ ایک خاتون وزیر نے بھی مستعفی ہونے کی دھمکی دی ہے...... پاکستان کے وزیر اعظم میر ظفر اللہ جمالی نے کہا کہ حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ پاکستان عراق کے خلاف امریکی جارحیت کا ساتھ نہیں دے گا۔ اس کے ساتھ ہی یہ خبر بھی ہے کہ میر جمالی 26/مارچ سے امریکہ کا دورہ کریں گے۔ صدر بش نے صدر پرویز مشرف کو فون کر کے سلامتی کونسل میں ان کی حمایت حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔

جوہری توانائی کی بین الاقوامی ایجنسی نے ایران سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اپنے ایٹمی مقامات کا معائنہ کرائے۔ امریکہ ایران پر الزام لگا رہا ہے کہ وہ ایٹمی اسلحہ تیار کر رہا ہے۔ ایجنسی کے سربراہ البرادی نے ایرانی حکومت پر زور دیا ہے کہ اس کا جوہری پروگرام مکمل طور پر شفاف بنانے کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ایران اچانک معائنوں اور ایٹمی تنصیبات کی مانیٹرنگ کی اجازت دے...... سعودی حکومت نے اسامہ بن لادن اور ورلڈ ٹریڈ سینٹر کی تصاویر والی قمیصیں ضبط کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہ قمیصیں ایک سعودی کمپنی نے تھائی لینڈ سے درآمد کی تھیں۔ ایسی قمیصیں تمام خلیجی ممالک میں دو ڈالر سے کم قیمت میں مل رہی ہیں...... بھارتی فلم سنسر بورڈ نے گجرات کے فسادات پر بننے والی فلم کی نمائش کی اجازت دینے سے انکار کر دیا ہے۔ 24 منٹ کی اس فلم میں مسلم کش فسادات کے دوران حکومت اور پولیس کے کردار کو بے نقاب کیا گیا ہے کہ کس طرح انہوں نے ہندو بلوائیوں کی حوصلہ افزائی کی اور کس طرح انہوں نے مسلمانوں کے قتل عام میں مدد دی۔ سنسر بورڈ کا موقف ہے کہ اس فلم کی نمائش سے عوام پر منفی اثرات پڑیں گے۔

13/مارچ' جمعرات: سلامتی کونسل میں پاکستان سمیت چھ ارکان نے تجویز پیش کی کہ عراق کو غیر مسلح ہونے کے لئے مزید 45 دن کی مہلت دی جائے' لیکن امریکہ نے اس تجویز کو مسترد کر دیا ہے' اور روس کو عراق کے خلاف امریکی قراردادِ جنگ کو ویٹو کرنے کی صورت میں سنگین نتائج کی دھمکی دی ہے...... امریکہ نے ایران پر زور دیا ہے کہ وہ ایٹمی تنصیبات کے معائنے کے لئے مزید سخت شرائط پر آمادہ ہو جائے...... امریکی جریدے ''نیوز ویک'' نے انکشاف کیا ہے کہ القاعدہ کے سربراہ اسامہ بن لادن گزشتہ ہفتے بلوچستان کے اجاڑ' بیابان سرحدی علاقوں میں ایک بڑے قافلے میں موجود تھے۔ یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی کہ پاکستانی فوجی اور امریکی جاسوس ادارے کے ارکان اسامہ کے بالکل قریب پہنچ چکے ہیں اور اس قافلے کے اوپر ہیلی کاپٹروں اور نائٹ ویژن کیمروں سے لیس جاسوس طیاروں کی مدد سے نگرانی کی جا رہی ہے' لیکن یہ خبر بعد میں محض افواہ ثابت ہوئی۔

14/مارچ' جمعہ: آج یوم عاشورہ' 10 محرم الحرام 1424 ہجری کے احترام میں پاکستان میں سرکاری تعطیل کے علاوہ اخبارات کی بھی تعطیل تھی۔

15/مارچ' ہفتہ: کل جماعتی حریت کانفرنس نے مقبوضہ کشمیر میں محرم کے جلوس پر بھارتی فوج کی جانب سے لاٹھی چارج اور اندھا دھند فائرنگ کی مذمت کرتے ہوئے اسے مذہبی معاملات میں مداخلت قرار دیا ہے۔ کانفرنس نے مسلم امت سے اپیل کی کہ وہ بھارت کے مسلمانوں کے خلاف عزائم کو ناکام بنانے کے لئے اس کا اقتصادی بائیکاٹ کریں...... افغانستان کے صوبہ کنڑ میں امریکی فوجیوں کی گاڑی بم سے اڑا دی گئی جس کے نتیجے میں 6 امریکی فوجی ہلاک ہو گئے۔ امریکی فوجیوں کے خلاف افغانیوں کے چھاپہ مار حملوں میں تیزی آ گئی ہے۔

16/مارچ' اتوار: امریکہ نے پاکستان پر 1999ء میں فوجی حکومت کے آنے کے بعد جو اقتصادی پابندیاں عائد کی تھیں' وہ جمہوریت کی بحالی کے بعد ختم کرنے کا اعلان کیا۔ اس طرح پاکستان کو 250 ملین ڈالر کی امداد مل سکے گی...... سلامتی کونسل کی حمایت حاصل کرنے کی آخری کوشش کے طور پر آج امریکی صدر بش' برطانوی وزیر اعظم ٹونی بلیئر اور سپین کے وزیر اعظم انذر آج پرتگال کے ازورز جزائر میں ملاقات کر رہے ہیں۔ اس ملاقات میں تینوں نے مل کر کیا فیصلہ کیا؟ اس کا انتظار ہے۔

Brain Drain with Shame

By *Dr. Nisar Ali*

According to BBC report on November 17, 2000, Gallup-Pakistan says more than two thirds of Pakistanâ?Ts adult population wants to go abroad. This is a brain drain with pain. There is another brain drain with sham. This is the kind of brain drain, where the brains leaving the country do not want to go abroad. Instead they are forced to leave. Abid Ullah Janâ?Ts is a latest addition to this cadre that not only drains Pakistan of valuable minds, but also shames the government for its policies.

Prominent scholar and development specialist, Mr. Abid Ullah Jan and many others before him are not like the thousands upon thousands Pakistanis who have clogged the border between Canada and America. These are exceptions with exceptional minds and capabilities. The thousands leaving US for Canada -- for whom our Foreign Minister has run from pillar to post â?" are not bringing any bad name to Pakistan, nor are they a brain drain because they are already abroad.

But the great minds who impose exile upon themselves for protection of their families against excesses of Pakistani regime is a shame for all of us and that amounts to real brain drain. They donâ?Tt leave the country in search of better prospects, as the BBC report suggest. They do not run from personal taxes, as one of the Dawn report suggest (17 April, 2002). They leave the country because our government cannot absorb the deep truths, so powerfully spoken by some individuals.

The government in Islamabad needs to take serious measure to reign in its agencies and stop harassing the journalists and scholars. One brain leaving like this leaves behind much shame and pain for the country than all the 2,790,221 Pakistanis together, who left the country during 1999 alone (Bureau of Emigration and Overseas Employment). These persons were registered with Overseas Employment Corporation. Thousands of other persons, who proceeded abroad for employment through other means, have no registered data.

In Pakistan, the problem of brain drain in this matter has become a threat to the stability of the country after the incident of September 11, which created a war like situation in the whole world. Pakistan perhaps was the only country who had to face several difficulties all alone in this crucial period. Most of the foreign investors had moved back to their homelands due to security risks. As a result many projects were stopped and most of the multinational companies also changed their policies. The situation would get worse if we kept harassing the top brains like this and kept on forcing them into exile.

The negative role of pro-Government or the so-called â?omoderateâ? analysts also created an environment in which any one labelled as anti-American today, becomes a â?ofundamentalistâ? tomorrow, extremist the other day and a friend of Al-Qaeda by the end of the week. This has discouraged bold analysts of the Government policies for the fear of being linked with Al-Qaeda and other such groups, which have been proved guilty after media trail without a shred of evidence produced against them. In such an environment of fear, all Western writers who write against the US policies and their allies, like President Musharraf, are only dissidents. But every Muslim critic is just another accomplice of Osama bin Laden.

The story of the latest journalist victim is not new. For years Pakistan's vocal journalists have been pressurised, cajoled and often bribed by wealthy politicians, businessmen and the establishment elite. The new element is that Abid Ullah Jan has exposed corruption in the development Sector where the so-called social workers have looted millions of dollars in the name of poverty alleviation. It has also come to fore for the first time, how the military man in the position of governor of a province has actually saved the most corrupt non-government organisation and it is also very interesting to know that this was a government established organisation, run by former bureaucrats.

When General Pervez Musharraf took power in a coup nearly three years ago there appeared to be a refreshing change. The press suddenly found itself unexpectedly free to report on life under the new military regime. Abid Ullah Jan was one of the staunch supporters of Musharrafâ?Ts overthrowing an elected government. His response to the commonwealth and American demands to hastily restore democracy was excellent. Abid Ullah Jan and others used this newfound press freedom as an example of his moderate and benign rule.

Suddenly, however, the climate has changed. It is very sad to know that the regime turned against its supporters just because some of its officials wanted to settle scores with the same reporters for their investigative reports and some of the government advisors didnâ?Tt like their bold commentaries advising the General not to make excuses and violate the constitution for extending his rule.

Gen. Musharraf appears increasingly frustrated with the slightest criticism. He frequently complains that the press fails to promote Pakistan and instead highlights the problems of sectarian violence, Islamic militancy and corruption which dog the country. With the recent case of a journalist fleeing the oppression of his machinery must force him to think if their sincere advice is giving the country a bad name or their forced departure make his regime look good. If he continues to challenge the freedom of the press not only his political career in the months ahead is likely to be an uncomfortable ride, Pakistan would also lose some great minds with unimaginable pain and shame.

** (Courtesy: Daily The Nation Dated: 17, March 2003)*

reporters try to convince, the reality remains that neither the West alone is a comfort zone, nor can we purchase happiness in a shopping mall. For some, it definitely is a protected zone; peace and happiness, however, lie within ourselves; not in being living mannequins for the material adornments of the hour, whereby our worth is determined by what we have or don't have, rather than what we are, what we do or what we know.

Wealth or West is not a short cut tohappiness or comfort of starving souls. This is why some people who seem to have nothing in the East are very happy, while others who seem to have everything in the West are not. Happiness is more than an emotion such as sadness or love or guilt. Happiness is not caused simply by entertaining our whims, which are an obstacle to happiness. Happiness is not merely a life lived by accumulating moments of pleasure in a particular country. On the contrary, happiness is a long lasting enduring enjoyment that comes of real innersatisfaction. It is not in falling in love with living, but in reaping the reward for achieving a good character based on permanent norms.

Productive career, romance friendship and hobbies are not the values for inner satisfaction as suggested by the happiness-promising books in the West. We cannot put the meaning on the things. When we leave aside permanent norms, as described by the religion we proclaim, we are in no position to change the inside from which the quality of our life flows.

دعائے مغفرت

تنظیم اسلامی لاہور شرقی کے ملتزم رفیق جناب امجد علی کے بہنوئی 12 مارچ کو قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے۔ رفقاء واحباب سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ وادخلہ فی رحمتک وحاسبہ حسابا یسیرا

Whispers of Satan

(By: ***Rana Hashim Khan***)

Stay in your bed, don't make a fuss. Your prayers can wait, give into your nufs. What? Go to the mosque, the path you will pave. Don't bother, think of the gas you will save. Why go that extra mile to be kind? Don't share that smile, they won't mind. Be kind to your parents, why should you. You are big enough, don't let them tell you what to do. Don't look at those orphans, what could they need? You have your own problems and family to feed Don't worry about jannah, your place is reserved. I promise you will get all you deserve. Preach about Islam and be nice? Listen to me and take my advice. Don't fast during Ramadan, you will be dead. Don't go for Hajj, the heat you will dread. You take me as your friend and don't give me a fight. I will take you to hell to gain respite. On the judgement day we will meet. Allah's plan, we cannot defeat. Satan thinks and thinks of more to say. Say auzoo billah and make him run away. Dear believer, don't let satan put you to test. You can overcome him, just do your best.

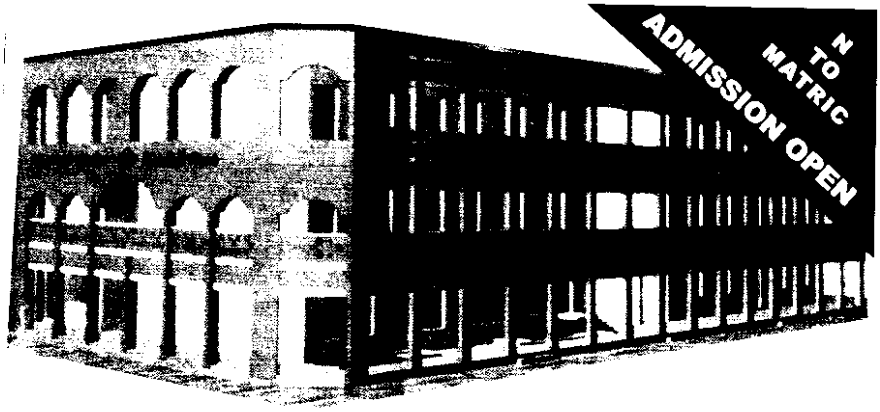

Define Your requirements for a Good School...!!!

The School that gives your children Better Education, Proper Training & Moral uplift all...Under the golden perspective of **ISLAMIC Teachings...**

Religious Affiliation.
Nazara, Hifz-e-Quran Extended-Lectures & basic islamic teaching.

High Educational Standards.
Equipped with modern educational tools & Compulsory computer education.

Proper Training.
Exceptional, moral & physical training programs.

Teaching Staff.
Qualified & experienced teaching staff.

School Building.
Elegant school building.

Healthy Atmosphere.
Secure, peaceful & hygienic local surroundings.

Reasonably Affordable.
To suit your budget,no admission fee,Special discount for intelligent & deserving students.

Easy Approach.
Located at one of the best suited place school & local transport both available.

Co-Curricular Activities.
Debates, speeches, quiz programs, indoor & outdoor games.

Baitul Huda
School for Girls
14-Defence Road Harbanspura
Lahore.Ph:0333-4263262 ,6552706
www.baitulhuda.org

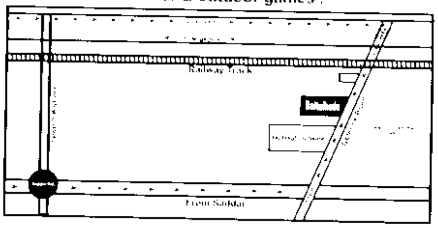

Vol:12 Regd. No.LRL-50 No.10
Weekly *Nida-e-Khilafat* Lahore

View Point

Abid Ullah Jan
(E-mail: abidjan@tanzeem.org)

The Illusive Pursuit of Comfort Zone

Private production plays on Pakistan Television have further glamourised living in Western countries to the extent that every migration from Pakistan, irrespective of associated circumstances, is viewed as an opening to new miracles of happiness and ingenuity in a comfort zone. Such misconceptions are not due to commonly perceived physical poverty in our homeland. This is rather a clear manifestation of our spiritual poverty.

Intellectual navigation of the vast West has become harder today than in the days of our forefathers. That's because it has become a place where time shrinks for reflection, where rich immigrants — and the poor ones who serve them — limit themselves to earning dollars and turning small blue-collar neighbourhoods into upscale resorts, and where everyone vie for material well being for yet to find mental comfort and satisfaction.

What makes the West so attractive? Is it democracy, freedom, capitalism, or the opportunity to make more money and live happily?

In the language of social scientists, it is due to the shift from the "natural" values of immigrants, who have grown up worried about real survival needs such as hunger, to the "materialist" values of native Westerners who have grown up with their survival needs taken for granted. Our passion for personal safety expands to include new necessities like air bags, clean water, and even saving the ozone layer. As our lives become more saturated with science and technology, our faith in them to provide meaning is diminished. Belief in religion (which represent outside authority) sharply drops and spiritual poverty deepens.

Pakistanis living abroad tend to be richer or better-educated or have more prestigious occupations than most people at home, but a majority is not happier. Far from being a paradox, this is central to human nature. Moreover, they have such demanding standards for the material aspects of life that they are less satisfied than the so-considered disadvantaged Pakistanis living back home.

Books such as *The Way to Happiness* and *Do You Want to be Happier* are on the rise for no reason other than being part of the struggle to end rollercoaster ride of life in the West. Some of the common phrases that one hears after a few minutes discussion with most expatriates on this topic are: I earned more money, got a fast car, all the things that I thought would make me happy... and they didn't; I am 'successful', but... still the same, nothing changed; I developed a positive attitude, I meditated.... did group work... prayed... visualized... nothing; Overall... nothing!

Well by the standards of most Pakistanis in Pakistan, Western countries is a comfort zone — this is paradise, if anyone is not happy here, where?! On part of the expatriates, no one seem to think back and remember that a few years back he was not happy and was thinking: "If I could just get a visa, permanent resident status and a good job in Europe or America, live there, go to the beach, paradise, THEN I'll be happy!" In fact, it is not that 'out there' that makes one happy. It is the inner soul that keeps or takes one out of a comfort zone.

If we look a bit deeper, it is not difficult to observe that there is a great deal of dualism of "the I" and "the other" in the seemingly monistic materialism that operates the Western value system. Western man utilises, whereas the peoples of Asia and Africa are to be utilised. In the old world order, this dualistic outlook expressed itself through the explicit discourse of racism and racial inequality. The old imperialist system tried to enslave the peoples of Asia and Africa, suppressing revolutionary movements to secure cheap labour and raw materials and to safeguard a lebensraum for strategic and economic expansion.

Today, before anything else, immigrants from East fall victim to consumerism -- a pattern of behaviour that impoverishes the soul on the inside, and helps to destroy our environment, personal financial health, the common good of individuals and human institutions on the outside. There are growing forces making this way of life almost impossible to attain or maintain, even for the wealthy.

The line between want and need disappears for most immigrants. Either they work their tails off for making more and more money or get involved in purchasing of new goods and services, with little attention to their true need, durability, product origin and other consequences. Freedom from religion is followed by unlimited advertising designed to create both a desire to follow trends, and the resultant personal self-reward system based on acquisition. Materialism — the impoverishment of soul — is one of the end results of consumerism.

The normal common sense desire for an adequate supply of life's necessities, community life, a stable family and healthy relationships is replaced with an artificial ongoing and insatiable quest for things and the money to buy them with little regard for the true utility of what is bought. Everything becomes mediated through the spending of money on goods and services. An overabundance of things lessens the value of what people possess.

The powerful forces of materialism set each person against himself in an endless quest for the attainment of material things. Weight training, diet centres, tummy tucks, breast reduction or enhancement, permanent eye make-up, liposuction, collagen injections, these are some examples of people turning themselves into spiritually-impoverished human consumer goods more suited for the "marketplace" than living in a healthy balanced society.

It is very sad to observe that we have lost our sense to understand the dichotomy between living in the West and happiness. No matter how much PTV plays may glamorise or our